نظر ثانی شدہ و طبع جدید

درس جہاد

از قلم

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ

نحن الذین

بایعوا

محمداً

علی الجہاد

ما بقینا

ابداً

مکتبہ عرفان

دروسِ جہاد

☆ جہاد کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ

☆ اہل حق کی نشانی......علم دین اور جہاد

☆ جہاد کے خلاف سات فتنے......☆ مجاہدین کی تلاش

☆ وہ حسین لمحہ......☆ اطاعت امیر اور شیطانی پیچ

☆ جہاد کا حادثہ، ایمان لیوا...........☆ جہادی مزاج

☆ اسلحہ جنت کا زیور یا دوزخ کا طوق......☆ جہادیا چکی

☆ تم لاوارث نہیں......☆ حضرت ایوبیؒ کا راستہ

☆ ایک اور محاذ......☆ ثابت قدمی کے نسخے

☆ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَان

☆ گناہوں میں غرقاب مسلمانو! مسجد اقصیٰ تمہاری بھی ہے

ازقلم: حضرۃ مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ

ناشر: مکتبہ عرفان

فہرست

۱۔	پیش لفظ	۵
۲۔	جہاد کا بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ	۱۲
۳۔	اہلِ حق کی نشانی، علم دین اور جہاد	۱۶
۴۔	جہاد کے خلاف سات فتنے	۲۰
۵۔	مجاہدین کی تلاش	۲۵
۶۔	وہ حسین لمحہ	۳۱
۷۔	اطاعتِ امیر اور شیطانی پیچ	۳۵
۸۔	جہاد کا حادثہ ایمان لیوا	۳۹
۹۔	جہادی مزاج	۴۴
۱۰۔	اسلحہ جنت کا زیور یا دوزخ کا طوق	۴۷
۱۱۔	جہاد یا چکّی	۵۳
۱۲۔	تم لاوارث نہیں	۵۷
۱۳۔	حضرت ایوبیؒ کا راستہ	۶۶
۱۴۔	ایک اور محاذ	۷۰
۱۵۔	ثابت قدمی کے نسخے	۷۵
۱۶۔	تسریح باحسان	۷۹
۱۷۔	گناہوں میں غرقاب مسلمانو! مسجد اقصیٰ تمہاری بھی ہے	۸۵

www.rangonoor.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

جیل میں درس وتدریس کے دوران بعض اوقات جہاد کا موضوع بھی زیر بحث آجاتا ہے بلکہ بعض مرتبہ تو رفقاء کی فرمائش پر جہاد کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خصوصی دروس کا بھی اہتمام ہوا۔ دورانِ درس سوال وجواب کا سلسلہ بھی چلتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں محبوس مجاہدین کی برکت سے بعض اہم مضامین بھی بیان ہوگئے۔ کئی بار ارادہ ہوا کہ ان مضامین کو لکھ لیا جائے اور شائع کروانے کے لئے بھجوانے کی کوشش کی جائے مگر ایسے دروس کئی بار زوروشور سے شروع ہوئے اور ختم ہوگئے مگر لکھنے کی نوبت نہ آئی۔ حال ہی میں ''ترمذی شریف'' کے سبق کے دوران جب کتاب الجہاد شروع ہوئی تو تمہیدی درس میں بعض مضامین بیان کرنے کی توفیق ملی اور پھر ان کا خلاصہ لکھنے کا موقع بھی توفیق الٰہی سے مل گیا۔ چنانچہ اس طرح زیرِنظر دروس جہاد کا آغاز ہوا۔ ابتداء میں دس دروس پر اکتفاء کرنے کا ارادہ تھا مگر پھر چھ اور دروس بھی لکھنے کی توفیق مل گئی اور اس طرح سے الحمدللہ دروس جہاد کا یہ مختصر مجموعہ تیار ہوگیا۔ ان سولہ دروس میں جہاد کے مختلف پہلوؤں پر ترغیبی، علمی اور اصلاحی نظر ڈالی گئی ہے اور اہل فکر کے لئے بعض اہم امور کی طرف اشارے بھی کیے گئے ہیں تاکہ وہ ان امور کی مزید تحقیق فرمائیں اور ان امور پر قلم اٹھائیں اور امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں کیونکہ راقم تو اختصار پر مجبور ہے معلوم نہیں یہ مجبوری کب تک قائم رہے گی اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے یہ سب کچھ لکھنے کی توفیق اور سہولت عطاء فرمائی ہے حالانکہ ظاہری اسباب وحالات کے اعتبار سے یہ سب کچھ قطعاً ممکن نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کے شکر کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اس نعمت عظمیٰ کی قدر الحمدللہ ہر وقت دل میں رہتی ہے مگر خصوصی طور پر اس نعمت کا احساس تب ہوتا ہے جب دشمن کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں یا کسی اور وجہ سے لکھنے اور مضامین ارسال کرنے کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے اور اسی طرح اپنے ان اکابر حضرات کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی مقبول دعائیں مجھ گناہ گار پر رحمت خداوندی اور نصرت الٰہی کی بارش کا ذریعہ ہیں اور ان کی محبت بھری سرپرستی مجھے ہر دم ہمت بخشتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کا سایہء رحمت وعاطفت امت مسلمہ پر صحت وعافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور ان کے فیوض وبرکات کو پوری دنیا میں عام فرمائے اور مسلمانوں کو ان حضرات سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے اور مجھے بھی ان حضرات کے اقدام عالیہ میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اسی طرح ان لاکھوں محبّین جہاد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھ بے بس قیدی کے لئے مقبول اوقات میں دعائیں فرماتے ہیں مجھے جب ان کی دعاؤں کی اطلاع ملتی ہے تو دل بے حد خوش ہوتا ہے اور ان سب مسلمانوں اور پوری امت مسلمہ کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

جہاد کے موضوع پر سولہ مضامین کا یہ مختصر مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔ جہاد صرف علمی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک عملی فریضہ ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ فریضہ اور اس کی اہمیت بہت جلد بھلادی جاتی ہے اسی وجہ سے قرآن مجید میں وقفے وقفے سے اس فریضہ کو اور اس کی اہمیت اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ مسلمان جب بھی اور جہاں سے بھی قرآن مجید کی تلاوت کریں انہیں اس فریضے کی یاد دہانی نصیب ہو اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری اور سب سے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ

یا ایها النبی حرض المؤمنین علی القتال (الانفال ٦٥)

’’اے نبی آپ ایمان والوں کو جہاد پر ابھاریئے۔‘‘

معلوم ہوا کہ جہاد ایک ایسا فریضہ اور عمل ہے جو مسلسل دعوت، تحریض اور ترغیب چاہتا ہے۔ جہاد کے موضوع پر لکھی جانے والی مشہور کتاب ’’مشارع الاشواق الی مصارع العشاق‘‘ ص ۱۰۷۴، ج ۲ پر علامہ ابن النحاس شہیدؒ تحریر فرماتے ہیں:

وینبغی لامیر الجیش ان یکثر فی مجلسه من قراة الاحادیث الواردة فی فضائل الجهاد و انواعه وقراة کتب الغزوات ووقائع العرب وایامها وفتوحات المسلمین وحیل المقاتلین ومصاف الفرسان ومنازلات الابطال

ومعارك الشجعان وما نقل عنهم من الصبر الشديد و الا نغماس فی العدو الكثير فان ذلك يقوی قلوب ذوی الايمان ويذهب الضعف من قلب الجبان ويزيد فی جراة ذوی الشجاعة والاقدام

’’امیر لشکر کو چاہیئے کہ اپنی مجلس (یعنی مجلس مجاہدین) میں ان احادیث کو بکثرت پڑھا (اور سنایا) کرے جو جہاد کے فضائل اور اس کی اقسام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور غزوات کی کتابیں پڑھا کرے۔ اسی طرح عرب کی جنگوں، مسلمانوں کی فتوحات، مجاہدین کی جنگی تدابیر، گھڑ سواروں کی تربیت، بہادروں کے مقامات ان کے معرکے اور ان کی میدان جنگ میں مضبوطی اور ثابت قدمی اور دشمنوں کے اندر گھسنے کے واقعات پر مشتمل کتابیں پڑھا کرے۔ کیونکہ اس سے ایمان والوں کے دل مضبوط ہوں گے اور بزدلوں کے دلوں سے کمزوری دور ہوگی اور آگے بڑھ کر جانبازی کرنے والے بہادروں کی جرأت میں اضافہ ہوگا۔‘‘

وہ مسلمان جو فکری یا عملی طور پر جہاد سے دور ہیں ان کو تو پہلے یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جہاد نماز روزے کی طرح اسلامی فریضہ اور عبادت ہے اور مسلمانوں کی ذلت، پستی اور غلامی کا علاج ہے لیکن وہ مسلمان جو جہاد سے روشناس ہو چکے ہیں اور جہاد کا مزہ بھی چکھ چکے ہیں وہ بھی بہت جلدی جہاد کو بھلا دیتے ہیں اور دنیاوی مصروفیتیں اور طرح طرح کی غفلتیں انہیں جہاد کی حقیقت سے غافل کر دیتی ہیں اور تو اور بہت سے مجاہدین جب تنظیمی امور میں زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں اور انہیں محاذ پر جانے کا موقع نہیں ملتا تو وہ بھی جہاد کو اور اس کی حقیقت کو بھول جاتے ہیں اور بزدلی اور حبّ دنیا وغیرہ جیسے امراض کا شکار ہو کر بے عمل اور بعض اوقات بدعمل بن جاتے ہیں۔ جذبۂ جہاد چونکہ مسلسل یاددہانی اور ترغیب و تحریض کا محتاج ہے اس لیے جب اسے اپنی خوراک نہیں ملتی تو وہ یا تو سرد ہو جاتا ہے یا بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے دعوت جہاد کو بہت مؤثر بنانے اور عام کرنے کی بے حد ضرورت ہے کچھ عرصہ پہلے تک جہاد کا موضوع اردو زبان میں ایک اجنبی اور گمشدہ موضوع تھا، پرانی کتابیں اب چھاپی نہیں جا رہی تھیں اور بڑی کتابوں کو پڑھنے کا رجحان کم ہو چکا تھا، نئے لکھنے والوں کو جہاد پر لکھنے کی شاید ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ چنانچہ جہاد کے موضوع پر عام فہم لٹریچر نہ ہونے کے برابر تھا اسی طرح اس موضوع پر نہ تو کوئی ریڈیو اسٹیشن کچھ نشر کرتا تھا اور نہ اس موضوع کو بیان کرنے والی کیسٹیں موجود

تھیں۔ جب دعوت جہاد کا یہ عالم تھا تو جذبہ جہاد کہاں سے اور کس طرح سے پیدا ہوتا۔ البتہ جہاد کی مخالفت زور وشور سے ہر دور میں جاری رہی اور بعض جماعتیں اور تنظیمیں تو اسے اپنا بنیادی مقصد بنا کر کام کر رہی تھی۔

۱۹۷۹ء افغانستان میں سوویت یونین نے کھلم کھلا جارحیت کی اور اپنی لاکھوں کی تعداد میں مسلح افواج ایک گھناؤنے اور دوررس مقصد کے لئے افغانستان میں داخل کر دیں۔ خوش قسمتی سے افغانستان میں مسلمانوں کی عوامی قیادت علماء کرام کے ہاتھ میں تھی اور وہ روسی افواج کے داخلے سے پہلے اپنے روس نواز کیمونسٹ حکمرانوں کے خلاف جہاد شروع کر چکے تھے روسی افواج کے براہ راست داخلے نے اس جہاد کو مزید تیز کر دیا اور افغان مجاہدین کی آواز اور کارنامے افغانستان سے باہر بھی سنے جانے لگے افغان مجاہدین کی یہ آواز اور کارنامے عملی دعوتِ جہاد بن گئے اور کافی عرصے سے بند عمومی دعوتِ جہاد کا احیاء ہو گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دعوت زور پکڑتی گئی چونکہ یہ محض قلم یا زبان کی دعوت نہیں تھی بلکہ سامنے ایک میدان عمل بھی موجود تھا اسی طرح اس دعوت میں محض ماضی کے واقعات بیان نہیں کیے جاتے تھے بلکہ حال میں جاری سرفروشی کے تذکرے بھی ہوتے تھے چنانچہ اس دعوت نے عروج پایا اور جب ۱۹۸۸ء میں سوویت یونین ذلیل وخوار ہو کر افغانستان سے نکلا تو مسلمانوں کا جذبہ جہاد اوج ثریا تک پہنچ چکا تھا مگر پھر مجاہدین کے بعض لیڈر نفس پرستی کا شکار ہو گئے اور ان سے دینی تصلب اور مضبوطی کی جو امید کی جا رہی تھی وہ پوری نہ ہوئی یہ لیڈر پھیکے تربوز نکلے اور ذاتی اور تنظیمی بالادستی کی خاطر ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ ان کی اس لڑائی نے دعوتِ جہاد کو نقصان پہنچایا۔ لیکن الحمدللہ اس دوران جہاد کی دعوت مشرق ومغرب میں پھیل چکی تھی، اہل علم مجاہدین کی توجہ سے اس موضوع پر کافی لٹریچر بھی تیار ہو چکا تھا۔ لاتعداد کیسٹیں اور کتابچے اور چھوٹے بڑے پمفلٹ بھی تمام ملکی اور جغرافیائی پابندیوں کو توڑ کر ہر طرف پھیل چکے تھے مسلمانوں کے سامنے افغانستان کے بعد کشمیر، تاجکستان، بوسنیا اور چیچنیا کی تحریکیں اور ان میں سرفروشی اور جواں مردی کے عجیب وغریب واقعات بھی آ چکے تھے۔ فلسطین کی تحریک میں آتی ہوئی نئی جان بھی مسلمانوں سے مخفی نہیں تھی۔ صومالیہ میں جو کچھ ہوا وہ بھی جذبۂ جہاد کی ترقی کا ذریعہ بنا۔ پھر بھی افغانستان کے عجیب وغریب اور نہ سمجھ آنے

والے حالات بہرحال مایوسی کا ذریعہ بنے ہوئے تھے اور داعیان جہاد پر ہر طرف سے اعتراضات کے تیر پھینکے جا رہے تھے۔ یکا یک جہاد کی عظمت ایک بار پھر پورے آب و تاب سے چمکی اور دنیا کی آنکھیں خیرہ رہ گئیں۔ قندھار کے ایک کچے مکان سے عمر ثالث حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد بے سروسامانی کے عالم میں چند افراد کے ساتھ نکلے اور تھوڑے سے عرصے میں انہوں نے قرآن مجید کے حکمِ جہاد کی صداقت ایک بار پھر پوری دنیا کو دکھا دی اور جہاد کی دعوت دینے والوں نے جو کچھ لکھا اور کہا تھا وہ بھی سچا کر دکھایا۔ آج الحمدللہ طالبان تقریباً پورے افغانستان پر شریعت نافذ کر چکے ہیں جہاد اپنی عظمت کا لوہا منوا چکا ہے اقوام متحدہ اور تمام کفریہ طاقتیں اپنی ناکامی اور بے بسی پر افسوس کے ہاتھ مل رہی ہیں۔ بڑے بڑے شاطر اپنی عقلیں کھو بیٹھے ہیں اور اہل ایمان غم اور افسوس کے ایک طویل عرصے کے بعد خوشیاں منا رہے ہیں اور شکر ادا کر رہے ہیں۔ مگر ابھی کام ختم نہیں ہوا بلکہ اب تو کام شروع ہوا ہے ہمیں ابھی تک منزل نہیں ملی البتہ نشان منزل مل گیا ہے۔ یہ وقت دم لینے کا نہیں بلکہ پے در پے مضبوط وار کرنے کا ہے۔ یہ وہ مبارک وقت ہے جب اہل ایمان کے حوصلے بلند ہیں اور کفر اپنا حوصلہ کھو چکا ہے۔ حوصلہ کھو دینا آدھی سے زائد شکست ہے۔ اس لیے یہ وقت جشن منانے کا نہیں بلکہ مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کا ہے۔ آج افغانستان میں جو روشنی ہمیں نصیب ہوئی ہے اس میں کھو جانے کی بجائے اس روشنی کے ذریعے ان اندھیروں کو ڈھونڈنے اور جلا ڈالنے کی ضرورت ہے جو مختلف جگہوں پر مختلف شکلوں میں امت مسلمہ پر مسلط ہیں۔ فتح کا دروازہ اللہ رب العزت نے کھول دیا ہے اب اگر مسلمان آگے نہ بڑھے تو یہ ان کی اپنی بدقسمتی ہوگی۔ یہ وقت آگے بڑھنے کا ہے یہ وقت چھا جانے کا ہے دشمن حواس باختہ ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کو اس صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جہاد کی کامیابی کے تین عناصر ہیں اخلاص، اتحاد اور تدبیر۔ آج مسلمانوں کو الحمدللہ افغانستان میں یہ تینوں نعمتیں نصیب ہیں۔ اخلاص ٹھاٹھیں مار رہا ہے اتحاد کے لئے مرکزیت شرط ہے الحمدللہ ایک مرکز اور ایک امیر پر سب متفق ہیں اور طویل جنگ نے افغان کمانڈروں کو جنگی تدابیر کا پاور ہاؤس بنا دیا ہے۔ کفر کی کوشش ہوگی کہ ان تین عناصر میں سے کوئی ایک یا سارے تباہ کر دیئے جائیں مگر مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان تین عناصر کی حفاظت کریں اور اپنے اپنے علاقوں میں اپنی اپنی

تحریکوں میں ان تین عناصر کو افغانستان سے برآمد کریں۔ مرکزیت اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمادی ہے اور امت مظلومہ کو ایک شرعی امیر عطاء فرمایا ہے تاکہ اس کی قیادت میں جہاد کر کے وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت وشوکت کو بحال کرے اور اپنے مقبوضہ علاقے دشمنوں سے واپس لے کر اقدامی جہاد کا وہ فریضہ شروع کردے جس سے مسلمان صدیوں سے محروم ہیں۔ ان تین عناصر کو یاد کر لیجئے اور یقین کر لیجئے کہ ان کے بغیر مسلمان جہاد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ مگر یہ سب کچھ مسلمانوں کو سکھانے اور سمجھانے کے لئے مسلسل دعوت کی ضرورت ہے مسلسل ترغیب وتحریض کی ضرورت ہے اور مسلسل یاددہانی کی ضرورت ہے تاکہ کوئی غافل نہ ہونے پائے اور ہر وہ شخص جو جہاد سے ناواقف ہے وہ جہاد کو جان لے جہاد کو پہچان لے اور جو لوگ جہاد میں لگے ہوئے ہیں وہ مزید پختہ ہوں اور اس عمل کی مشکلات اور دنیا کی رونقیں اور لذتیں انہیں جہاد سے غافل نہ کردیں اور جہاد کی حقیقت اور مقاصد انہیں اچھی طرح یاد رہیں اور جہاد کے فضائل ان کے جسم میں ہر وقت کرنٹ بن کر دوڑتے رہیں۔ اس کے لیے ایسے اخبار بھی نکالنے ہوں گے جو الجہاد الجہاد کی صدائیں لگائیں اور مجاہدین کے دل گداز کارنامے بتائیں اس کے لئے ریڈیو اسٹیشن بھی خریدنے اور چلانے ہوں گے جو مسلمانوں کے بچے بچے کو جہاد کی اذان یاد کرائیں اور یہ بھولا ہوا سبق صبح شام سنائیں۔ اس کے لئے کیسٹیں بھی تیار کرنی ہوں گی اور دنیا بھر میں پھیلانی ہوں گی ایسی کیسٹیں جو خون کی گردش کو تیز کردیں اور موت کے آئینے میں رخ یار دکھا کر گھر میں بیٹھنا دشوار کردیں۔ ایسی کتابیں اور رسالے بھی چھاپنے ہوں گے جو جہاد کے حقیقی مفہوم کو سمجھائیں اور جذبۂ جہاد کو زندہ رکھیں اور مسئلہ جہاد پر سے تحریفات اور شکوک وشبہات کی دھول مٹادیں۔

یہ مت بھولیے کہ اب ہمارا مقابلہ پوری دنیا کے کفر سے ہے۔ اب ہمیں مدینہ منورہ کی طرح ایک دارالاسلام افغانستان کی شکل میں مل چکا ہے اور ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وارث امیر بھی نصیب ہو چکا ہے اب اس دور کے قیصر وکسریٰ کے لشکر ہمارے سامنے ہیں اور ان شاء اللہ ان کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ایک بڑی طاقت فنا ہو چکی ہے جبکہ دوسری اپنی بقاء کے لئے ہمیں مٹانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ میدان جنگ تیار ہے دونوں طرف کے لشکر آمنے سامنے ہیں اور ہمیں اپنے دشمنوں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ اور مخلص سے مخلص اور

جانباز سے جانباز مجاہدین کی ضرورت ہے بس اسی تقاضے کو سامنے رکھ کر دعوت جہاد کا بازار گرم کیجئے اور دعوت کا ایسا انداز اختیار کیجئے جو یہ سارے تقاضے پورے کر دے۔ مجاہدین بھی تیار ہوں اور ان میں اخلاص بھی پیدا ہو اور وہ فتنوں سے بھی محفوظ رہیں اور ان میں جواں مردی بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور امید ہے کہ اس کام کے اہل لوگ میدان میں اتر کر اس کام کا حق ادا فرمائیں گے اور فرما رہے ہوں گے۔ اسی دریا میں چند قطرے ڈال کر دعوت جہاد میں شرکت اور آخرت میں نجات کی نیت سے یہ مجموعہ پیش کر رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور مسلمانوں کے کسی کام آ جائے تو سعادت ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین

محمد مسعود ازہر

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۵ اگست ۱۹۹۸ء

لیلۃ الاحد بوقت دس بجے شب

کوٹ بھلوال جیل جموں

www.rangoo.com

درس ۱

جہاد کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ

جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟...... اسے اچھی طرح سے سمجھ لیجئے، یاد کر لیجئے، دل میں اتار لیجئے اور پھر...... مسلمانوں کے بچے بچے کو یہ عقیدہ یاد کرا دیجئے...... سب سے پہلے مختصر الفاظ میں اس عقیدے کو بیان کیا جاتا ہے...... اور پھر اس کے مختصر دلائل عرض کیے جائیں گے......

عقیدہ

جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ...... نماز روزے کی طرح اسلام کے قطعی فرائض میں سے...... ایک فریضہ (یعنی فرض) ہے...... اس فریضے کا انکار کرنا اسی طرح کفر ہے...... جس طرح نماز روزے کا انکار کرنا...... اور جب جہاد فرض عین ہو جائے تو اسے بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے...... اور جہاد کے خلاف فضول بحث کرنا گمراہی ہے......

مختصر دلائل

جی ہاں جہاد فی سبیل اللہ ایک قطعی فریضہ ہے...... اس کی فرضیت قرآن مجید میں کئی آیات سے ثابت ہے...... یہاں صرف ایک آیت مبارکہ بیان کی جاتی ہے......

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا و ھو شرلکم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۶)

ترجمہ: ''تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا اور وہ تم کو (طبعاً) برا لگتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں برا ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے''

فرضیت جہاد کی تصدیق کئی احادیث سے بھی ہوتی ہے...... ملاحظہ فرمائیے یہ ایک حدیث مبارکہ......

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا اللّٰه فمن قال لا اله الا اللّٰه عصم منی ماله و نفسه الا بحقه وحسابه علی اللّٰه۔(بخاری ، مسلم)

ترجمہ: ''مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں (یعنی یا تو مسلمان ہو جائیں یا مسلمانوں کی حکومت کو تسلیم کر کے انہیں جزیہ دیں) پس جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی سوائے اس کے شرعی حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔''

یہ حدیث شریف جہاد کی فرضیت پر بالکل واضح ہے...... اور اس میں دفاعی نہیں بلکہ اقدامی جہاد کا تذکرہ ہے...... اور اس میں جہاد کو امر یعنی حکم الٰہی قرار دیا گیا ہے...... اور جہاد کی منزل ''لا الہ الا اللہ'' کا غلبہ قرار دی گئی ہے......

اب آیئے عقیدے کے دوسرے جزو کی طرف کہ...... جہاد کا منکر کافر ہے...... یہ بات کسی نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی...... بلکہ یہ قانون ہے کہ جو شخص قرآنِ مجید سے ثابت شدہ کسی فرض کا انکار کرتا ہے...... وہ کافر ہو جاتا ہے...... جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ چونکہ قرآنِ مجید کی سینکڑوں آیات سے ثابت ہے...... اس لیے جہاد کا انکار کرنا ان تمام قرآنی آیات کا انکار کرنا ہے......

فتح القدیر ص ۱۸۹ ج ۵ پر ہے:

قال السرخسی فی المحیط الجهاد فریضة محكمة وقضية محتومة یكفر جاحدها ویضلل عاندها وكذا قال صاحب الاختیار الجهاد فریضة محكمة ویكفر جاحدها ثبت فرضیتها بالكتاب والسنة واجماع الامة۔

یعنی جہاد ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے، اس فریضے کا انکار کفر اور اس کے بارے میں ضد اور عناد رکھنا گمراہی ہے اور جہاد کی فرضیت قرآن، سنت اور امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

www.rangnoor.com

اب آتے ہیں اپنے دعوے کے تیسرے حصے کی طرف کہ...... جب جہاد فرض عین ہو جائے تو اسے بلا عذر چھوڑنا سخت گناہ ہے...... جہاد کے فرض عین ہونے کی چند صورتیں یہ ہیں مثلاً:

(۱) جب مسلمانوں کا شرعی امیر انہیں جہاد میں نکلنے کا حکم دے دے

(۲) جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں میدان جنگ میں آمنے سامنے آجائیں

(۳) جب کافر مسلمانوں کے کسی علاقے پر قبضہ کرلیں یا قبضے کے لئے پیش قدمی شروع کردیں...... یا کچھ مسلمانوں کو گرفتار کرلیں

(۴) جب شعائر اسلام میں سے کسی پر پابندی لگادی جائے (وغیرہ)

ان تمام صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے...... اور عام حالات میں یعنی جب فرض عین نہ ہوا ہو تب بھی سال میں کم از کم ایک مرتبہ اسلامی لشکر کا جہاد کے لئے نکلنا فرض ہوتا ہے...... بہرحال فرض ہونے کی صورت میں جو بلا عذر کوتاہی کرے گا...... وہ بڑے جرم اور بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا...... قرآن مجید کی کئی آیات میں جہاد کو ترک کرنے اور چھوڑنے پر...... شدید وعیدیں آئی ہیں...... مثال کے طور پر سورۃ توبہ کی ان دو آیات کا ترجمہ...... اور آیت نمبر یاد رکھیں...... اور خود بھی عبرت لیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں......

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ (سورۃ التوبۃ آیت ۲۴)

ترجمہ: ’’آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے کا تم کو ڈر ہے اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب وسزا) بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے نافرمانوں کو۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

www.rangoonr.com

یـا ایھا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل ہ الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللّٰہ علی کل شیء قدیر۔ (سورۃ التوبۃ ۳۸،۳۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والوتم لوگوں کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں (جہاد کیلئے) کوچ کروتو زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو دنیا کی زندگی کا نفع اٹھانا تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اگر تم (جہاد میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کردے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

بلا عذر جہاد چھوڑنے پر بہت سی احادیث میں بھی سخت وعیدیں آئی ہیں......عبرت اور عمل کے لئے یہ حدیث شریف مع ترجمہ وحوالہ یاد رکھیں......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علیٰ شعبۃ من النفاق۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''جو شخص مرگیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ جہاد کی نیت اس کے دل میں آئی وہ شخص نفاق کے ایک حصے میں مرے گا۔''

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے...... دیکھا آپ نے کہ کتنی سخت وعید ہے؟...... ہم سب کو چاہئے کہ ہم ''نفاق'' سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں......اور اپنے ایمان کو کھوٹ اور نفاق سے بچانے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلیں......قرآن وسنت سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جہاد......یعنی قتال فی سبیل اللہ اسلام کا ایک قطعی اور محکم فریضہ ہے تو یہ بھی......خودبخود ثابت ہوگیا کہ اس قطعی فریضے میں فضول بحث کرنا، جھگڑے ڈالنا اور طرح طرح کے بہانے تراشنا......ایک گمراہی ہے......اللہ تعالیٰ گمراہی سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جہاد کے بارے میں اس عقیدے اور نظریئے کو مضبوطی سے تھام لے......اور عملی میدان میں نکلنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگے......فکر اور محنت کرے......اور بھرپور کوشش کرے......

درس ۔ ۲

اہل حق کی نشانی

علم دین اور جہاد

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جہاد کے مخالفین...... منہ چھپا کر چلتے ...... اور انہیں مسلمانوں کے غیظ وغضب کا سامنا ہوتا...... کیونکہ...... ان ہی لوگوں نے مسلمانوں کو...... غفلت، بزدلی اور غلامی...... کی منشیات لگا رکھی ہے...... اور یہی لوگ...... کافروں کے ایجنٹ بن کر...... مسلمانوں کو ان سے ڈرا رہے ہیں ان کا غلام بنا رہے ہیں...... مگر...... ستم ظریفی دیکھئے کہ جہاد کے مخالفین...... فخر سے دندناتے پھرتے ہیں...... اور انہوں نے...... جہاد کی مخالفت جیسے...... برے اور رسوا کن گناہ کو...... اپنے لیے عزت اور تہذیب کا تاج بنا رکھا ہے...... بالکل اس بھنگی کی طرح...... جو اپنے سر پر رکھے ہوئے گندگی کے تھال کو...... چمکدار کا غذ لگا کر...... تاج قرار دے دے...... اور کچھ دوسرے لوگ بھی اس غلاظت کو...... عزت سمجھنے لگ جائیں...... جہاد کے مخالف...... قرآن مجید کی سینکڑوں آیات کے منکر ہیں...... جہاد کے مخالف...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ...... ہزاروں احادیث جہاد کے منکر ہیں...... جہاد کے مخالف...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائیس غزوات اور صحابہ کرامؓ کے ہزاروں معرکوں کو...... تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں...... جہاد کے مخالف...... اسلامی غیرت اور حمیت سے عاری ہوتے ہیں...... جہاد کے مخالف...... مسلمانوں کی ذلت اور پستی کے ذمہ دار ہیں...... جہاد کے مخالف...... اسلام کو غالب اور نافذ نہیں دیکھنا چاہتے...... جہاد کے مخالف...... مسلمانوں کو...... ان کے دفاع اور حفاظت کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں...... جہاد کے مخالفت...... لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون...... اور ہزاروں لٹی ہوئی عصمتوں کا انتقام لینے کی راہ میں رکاوٹ ہیں......

اگر آپ صرف انہی چیزوں پر غور کریں گے...... تب بھی آپ کو...... جہاد کے مخالفین......

قابل نفرت نظر آئیں گے...... اور اگر آپ دوسرے پہلو سے نظر ڈالیں اور غور کریں کہ...... جہاد کے مخالفین کون لوگ ہیں؟ تو آپ کو یہی نظر آئے گا کہ...... جو بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور نظریات سے...... دور ہٹ چکا ہے وہی جہاد کا مخالف ہے...... جہاد کے مخالف...... وہ قادیانی ہیں...... جو ختم نبوت کا انکار کر کے مرتد ہو چکے ہیں...... جہاد کے مخالف...... وہ رافضی ہیں...... جو تمام اسلامی عقائد اور قرآن مجید کے منکر ہیں...... اور اسلام سے...... ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا...... یہ لوگ ایک طرف تو مسلمانوں کے جہاد کی مخالفت کرتے ہیں...... اور دوسری طرف اپنے عقائد اور اپنے خود ساختہ نظام کی خاطر...... لڑنے کو...... لازمی سمجھتے ہیں...... جہاد کے مخالف...... وہ متجددین ہیں...... جنہوں نے...... اردو تراجم کے ذریعے...... قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہے...... اور انگریزی تعلیم کی عینک لگا کر...... اسلام کو دیکھا ہے...... یہ متجددین...... اپنے آقاؤں یعنی مستشرقین کی راہوں پر...... چل نکلے ہیں...... ان لوگوں کے دو مشغلے ہیں...... ایک تو اسلام کو بگاڑنا...... اور دوسرا...... خود کو ہی اسلام کا صحیح ترجمان ثابت کرنا...... جہاد کے مخالفین...... وہ قبر پرست بدعتی ہیں...... جن کا کام اسلام کو...... محض چند رسومات میں بند کر دینا ہے...... اور بدعت کی نحوست سے...... سنت کے نور کو بجھانے کی کوشش کرنا ہے...... جہاد کے مخالفین وہ ملحد ہیں...... جن کا کام اسلام کو چند مسائل تک محدود کر کے...... اسلام کے متفقہ قوانین کا انکار کرنا ہے...... جہاد کے مخالفین وہ بزدل لوگ ہیں...... جو ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں...... اور اپنے سائے سے بھی ڈرتے ہیں...... اور ایک دن میں کئی بار مرتے ہیں...... ان لوگوں کے قلوب میں انسانوں کا خوف...... اللہ تعالیٰ کے خوف سے بڑھ کر ہوتا ہے...... پھر ان بزدلوں کی دو قسمیں ہیں...... کچھ تو...... اپنی بزدلی پر پردہ ڈالنے کے لئے...... جہاد کی مخالفت کرتے ہیں...... اور کچھ اپنی بزدلی چھپانے کے لئے...... مجاہدین کے عیب گنواتے ہیں......

خلاصہ یہ ہوا کہ...... جو اسلام سے جس قدر دور ہے اسی قدر وہ...... جہاد سے بھی دور ہے...... جبکہ قرآن وسنت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ...... اہل حق وہ ہیں...... جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم رہتے ہیں...... اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں...... اب آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مطالعہ کیجئے...... آپ کو اس میں جہاد پوری شان سے نظر آئے گا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال پڑھیئے...... آپ کو جہاد ہی جہاد...... نظر

آ ئے گا...... احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے میں...... اہل حق کی دو نشانیاں ہیں...... جن لوگوں میں یہ دو نشانیاں پائی جائیں گی...... وہی آخری زمانے میں...... اہل حق ہوں گے...... یہی لوگ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ (نجات پانے والی جماعت) کے مصداق ہوں گے...... پہلی نشانی...... دین کا علم ہے...... اور دوسری نشانی قتال فی سبیل اللہ ہے...... معلوم ہوا کہ...... جن لوگوں کے پاس...... دین کا علم نہیں ہے...... بلکہ وہ...... انگریزی کالجوں کے پروفیسروں، انجینئروں، ڈاکٹروں کی تقلید کرتے ہیں...... جاہل پیروں اور گمراہ گدی نشینوں کے پاؤں چاٹتے ہیں...... جن کے مقتدا بھی اردو خواں ہیں...... اور خود ان کا علم بھی...... چند چھلکا نما پمفلٹوں تک محدود ہے...... وہ لوگ اہل حق نہیں ہو سکتے...... کیونکہ جہالت اور حقانیت جمع نہیں ہو سکتے...... ہاں وہ لوگ جو یا تو خود اہل علم...... یعنی...... علماء ہیں...... یا علماء کرام کی پیروی کرتے ہیں...... وہ یقیناً ان احادیث کا مصداق ہیں...... اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ...... اہل حق کی نشانی قتال فی سبیل اللہ ہے...... چنانچہ وہ لوگ جو جہاد (قتال فی سبیل اللہ) کے...... مخالف ہیں...... کبھی اہل حق نہیں ہو سکتے...... کیونکہ...... ان لوگوں کا کیا اعتبار جو اللہ کے نام کا کلمہ تو پڑھتے ہیں...... مگر اس کے لئے جان نہیں دے سکتے...... یہ بزدل لوگ نجانے کب...... کسی خطرے یا خوف سے دین بدل دیں...... یا اسلام میں تحریف کر لیں...... اس لیے دین کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ...... اس کے حاملین...... دشمنوں سے ٹکرانے...... جانیں دینے...... اور جانیں لینے کا جذبہ اور طاقت رکھتے ہوں...... معلوم ہوا کہ اہل حق وہی ہیں...... جن کے پاس دین کا علم ہے...... جو دین کو سمجھتے ہیں...... اور جو قتال فی سبیل اللہ کرتے ہیں...... یعنی اس دین کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں...... ان دو نشانیوں کو ذہن میں رکھئے اور پھر اہل حق کو تلاش کیجئے...... اور اپنے عقیدے اور نظریئے...... کو بھی...... اسی کسوٹی پر پرکھئے...... خود دین کا علم حاصل کیجئے...... یا علمائے ربانیین کی اتباع کیجئے...... اور خود جہاد کیجئے...... اور ان لوگوں سے وابستہ رہیئے جو جہاد کو مانتے ہیں...... جہاد کو جانتے ہیں...... اور کسی نہ کسی درجے...... جہاد میں شریک ہیں......

طائفہ منصورہ یعنی کامیاب جماعت کے بارے میں یہ دو روایات ملاحظہ فرمائیں......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من یرد اللّٰه به خیرا یفقهه فی الدین وانما أنا قاسم واللّٰه یعطی ولن تزال هذه الامة قائمة علیٰ امر اللّٰه لا یضرهم من خالفهم حتی یأتی امر اللّٰه (بخاری)

ترجمہ: ''جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطاء فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی اور اس کو کوئی مخالف نقصان نہ پہنچا سکے گا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی قیامت نہ آ جائے۔''

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من یرد اللّٰه به خیرا یفقهه فی الدین ولا تزال عصابة من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاهرین علیٰ من ناواهم الی یوم القیمة۔ (مسلم)

ترجمہ: ''جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطاء فرماتا ہے اور مسلمانوں میں ایک جماعت تاقیامت ایسی رہے گی جو حق کی خاطر جہاد کرے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔''

www.rangoonpdf.com

درس ۳

جہاد کے خلاف سات فتنے

جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف فتنوں کی تعداد...... بہت زیادہ ہے...... خلاصے کے طور پر...... انہیں سات قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے...... ان سات میں سے تین فتنے علمی ہیں...... اور چار عملی...... پہلے تذکرہ تین علمی فتنوں کا......

پہلا فتنہ

انکار جہاد کا ہے...... یعنی کچھ لوگ...... خود کو مسلمان کہتے ہیں...... مگر جہاد کا انکار کرتے ہیں...... اور کہتے ہیں کہ اب جہاد نہ تو مشروع ہے...... اور نہ ہی ممکن...... یہ لوگ مرزا قادیانی کے جمع کردہ دلائل کا سہارا لیتے ہیں...... یہ لوگ شاید بھول گئے ہیں کہ...... امت کا اجماع ہے کہ نماز کی طرح...... جہاد کا منکر بھی کافر ہے......

دوسرا فتنہ

اقدامی جہاد (جو اصل جہاد ہے) کا انکار...... یہ لوگ...... عمومی طور پر دینداروں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں...... اور کافروں کے اعتراضات سے مرعوب ہیں...... ان لوگوں نے...... اسلام کے ایک اہم شعبے اور فرض کا انکار کیا ہے...... اور اسلام کے قابل فخر تاریخی واقعات پر...... معذرت اور ندامت کی دھول ڈال دی ہے...... حقیقت میں یہ لوگ بھی...... جہاد کے مکمل منکر ہیں...... مگر وہ اس کی ہمت نہیں رکھتے...... اس لیے انہوں نے تاویل کا دامن پکڑا...... اور اس اقدامی جہاد کا انکار کر دیا...... جو قرآن سے بھی ثابت ہے اور احادیث سے بھی...... جس کی تصدیق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عمل سے بھی ہوتی ہے...... اور صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت کے عمل سے بھی...... مگر ان بدقسمت لوگوں نے اسلام کو محدود کر دیا ہے...... وہ خود

بھی جہاد جیسی نعمت سے محروم ہوئے اور دوسروں کو بھی محروم کرتے پھر رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے...... اور ہدایت عطاء فرمائے......

تیسرا فتنہ

آیات جہاد میں تحریف معنوی کا ہے...... جس طرح یہودی...... توراۃ کی آیات میں تحریف معنوی کرتے تھے...... یعنی الفاظ درست پڑھتے تھے...... ترجمہ بھی ٹھیک کرتے تھے...... مگر تشریح کرتے وقت ڈنڈی مار جاتے تھے...... اور وہ مطلب بیان کرتے تھے...... جو ان کا من گھڑت اور من پسند ہوتا تھا...... بالکل اسی طرح...... آج آیات جہاد کو ٹھیک پڑھا جاتا ہے...... ترجمہ بھی درست کیا جاتا ہے...... مگر لفظ جہاد کا وہ مطلب بیان نہیں کیا جاتا...... جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور سمجھایا...... جو مطلب صحابہ کرامؓ نے سمجھا اور سمجھایا...... جسے صحابہ کرامؓ کے بوڑھے، بچے، عورتیں...... سب سمجھتے تھے...... بلکہ جہاد کا...... وہ مطلب بیان کیا جاتا ہے...... جو من گھڑت اور من پسند ہے...... حالانکہ جہاد کا مطلب بے غبار ہے...... اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں...... اور بعد میں بھی...... جب یہ لفظ بولا جاتا تھا...... تو اس کا حقیقی مطلب...... دشمنان اسلام سے جنگ ہی ہوتا تھا......

یہ ہیں جہاد کے خلاف تین علمی فتنے...... آپ ذرا اپنے دائیں بائیں دیکھئے، آگے پیچھے غور کیجئے...... کہیں آپ کے آس پاس بھی ان تین فتنوں میں سے...... کوئی نہ منڈلا رہا ہو...... اگر کوئی نظر آئے تو فوراً علاج کیجئے...... یاد رکھئے...... اگر کسان گندم اور کپاس کی فصل کے آس پاس سے...... وہ جڑی بوٹیاں تلف نہ کرے...... جو گندم اور کپاس کو...... نقصان پہنچاتی ہیں تو ایسا کسان شدید نقصان اٹھاتا ہے...... اسی طرح...... جہاد اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی...... حفاظت کا واحد راستہ ہے...... چنانچہ جو فتنے جہاد کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں وہ اسلام کو مغلوب اور مسلمانوں کو مظلوم دیکھنا چاہتے ہیں...... ان فتنوں کا فوراً تدارک کیجئے تاکہ جہاد پھلے پھولے...... اور پھر جہاد کی برکت سے...... اسلام کو عظمت ملے غلبہ ملے اور مسلمان عزت اور سکون کا سانس لے سکیں...... جہاں تک جہاد کے خلاف عملی فتنوں کا تعلق تو ان کی تعداد چار رہے ہے۔

www.rangonoor.com

پہلا عملی فتنہ

بے عملی اور بد عملی کا ہے...... مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد...... دنیا کے چکروں اور مستقبل سنوارنے کی فکر میں پڑ کر...... آخرت کو بھول چکی ہے...... اپنے تشخص اور ایمانی ذمہ داریوں کو فراموش کر چکی ہے...... یہ لوگ یا تو دنیا کی غلاظت میں پھنس چکے ہیں...... یا پھر دنیا کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں...... انہیں جہاد کا خیال تک نہیں آتا...... آئے بھی تو کیسے آئے...... انہیں نہ تو اپنی آخرت کی فکر ہے...... اور نہ اسلام کا غم...... ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنی چاہئے...... انہیں مسلمان بننے کی دعوت دینی چاہئے...... کیونکہ...... وہ اسلام سے بہت دور جا چکے ہیں...... اور وہ جہاد ہی نہیں بلکہ...... اسلام کے دیگر فرائض کی بھی پرواہ نہیں کرتے......

دوسرا عملی فتنہ

ان لوگوں پر مسلط ہے...... جنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جہاد کسی اور مخلوق کا کام ہے...... ہم نہ تو صحابہ جیسا ایمان رکھتے ہیں...... اور نہ ان کی طرح بہادر ہیں...... اور نہ یہ زمانہ...... جہاد کا زمانہ ہے...... چنانچہ ان لوگوں نے...... جہاد کے متبادل کچھ کام دیکھ لیے ہیں...... اور وہ ان کاموں کو جہاد سمجھنے لگے ہیں...... کسی کے ہاں...... خاموش مظاہرہ اور سڑکوں پر دھرنے...... جہاد ہیں...... تو کسی کے نزدیک مسلمانوں کو کلمہ نماز سکھانا...... جہاد کا قائم مقام ہے...... ان لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے...... کیونکہ اگر اسلام کے پرزے...... اسی طرح اپنی مرضی سے بدلے جانے لگے...... تو پھر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے متبادل بھی...... ڈھونڈ لیے جائیں گے...... ذکری فرقے کی طرح...... نماز کے فضائل ذکر پر...... اور منکرین حدیث کی طرح...... حج کے فضائل عالمی لیڈروں کی کانفرنس پر چسپاں کر دیئے جائیں گے...... یا اللہ...... اسلام کی حفاظت فرما......

تیسرا عملی فتنہ

بحالی جمہوریت میں جدوجہد صرف کرنا...... اور اسے جہاد سے افضل سمجھنا ہے حالانکہ جمہوریت یا تو بے نظیر کو لاتی ہے...... یا نواز شریف کو...... دنیا میں کہیں بھی جمہوریت...... اسلام

کو نہیں لا سکی...... خصوصاً ہمارے ملک میں تو جمہوریت کے ذریعے...... انقلاب تبھی ممکن ہے...... جب فرشتے آسمانوں سے ووٹ ڈالنے زمین پر آئیں...... ورنہ اکثر عوام تو لٹیروں ......اور جاگیرداروں کو ہی منتخب کریں گے...... اگرچہ...... مسلمانوں کے لئے سیاسی پلیٹ فارم بھی ضروری ہے......اور اس میدان کو بھی خالی نہیں چھوڑنا چاہئے......لیکن یہ خیال دل سے نکالنا ضروری ہے کہ......اسلامی نظام......جمہوریت کے ذریعہ نافذ ہو جائے گا...... جب یہ خیال دل سے نکل جائے گا......تو پھر جہاد کی وہ راہیں کھلیں گی...... جو جان بوجھ کر بند کر دی گئی ہیں......

چوتھا عملی فتنہ

خصوصی طور پر انگریزوں کا مسلط کردہ ہے...... اور یہ فتنہ ہے چند مسائل کو دین قرار دے کر...... مسلمانوں کو انہی مسائل میں الجھانا...... اور جہاد سے انہیں غافل رکھنا ...... مسلمانوں کے پاس جو قرآن مجید ہے......اس کی آیات کی تعداد......ایک قول کے مطابق چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے......احادیث کی تعداد کا اندازہ......اس سے لگایئے کہ امام بخاری کے بقول انہیں چھ لاکھ احادیث یاد تھیں......ان میں سے ایک لاکھ صحیح احادیث تھیں......اور ان ایک لاکھ میں سے صرف ساڑھے سات ہزار احادیث...... امام صاحب نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ذکر فرمائی ہیں...... مسلمانوں کے...... عمومی فقہی مسائل کی تعداد......جن کی تخریج حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ نے خود فرمائی ...... بارہ لاکھ کے قریب ہے...... اسلام کے معاشی، اقتصادی، عدالتی، حکومتی، دفاعی احکامات پر...... لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں...... مگر کچھ لوگوں نے اسلام کے اس وسیع نظام کو......صرف چار پانچ مخصوص مسائل میں محدود کر دیا ہے......اور اِنہی چند مسائل پر مسلمانوں کی ...... بے پناہ توانائیاں صرف کرائی جا رہی ہیں...... رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، آٹھ تراویح، تین طلاق جیسے مسائل پر لاکھوں روپے کے اشتہارات......اور کروڑوں روپے کا لٹریچر چھاپا جا رہا ہے......ان مسائل کے نام سے ادارے بنائے جاتے ہیں...... اربوں روپے کے بجٹ مقرر کیے جاتے ہیں...... فتنہ پسند مناظر تیار کیے جاتے ہیں...... اور صدیوں سے جہاد اور خلافت کا علم تھامنے والے ......اہل سنت والجماعت احناف کے ایمان کو...... ان چند مسائل پر تولا جاتا ہے اور انہیں

لاکھوں روپے کے چیلنج کیے جاتے ہیں...... چنانچہ آج ہزاروں مسلمان انہی مسائل پر بحث کرنے کو...... اسلام سمجھتے ہیں...... اور وہ دوسرے مسلمانوں سے ان مسائل پر اتنا لڑتے جھگڑتے ہیں کہ انہیں کافروں کے خلاف جہاد کا خیال تک نہیں آتا......

یہ ہیں چار عملی فتنے...... ذرا غور سے جائزہ لیجئے...... آپ کو اپنے چاروں طرف ان فتنوں کے جالے نظر آئیں گے......مگر آپ ان جالوں سے متاثر نہ ہوں...... بلکہ خود اچھی طرح سے جہاد کو سمجھئے پھر اس کی تربیت لیجئے...... اپنے آپ کو جہاد کیلئے پیش کیجئے......اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دیجئے......اس کا لٹریچر تقسیم کیجئے...... یہ جالے ٹوٹ جائیں گے...... فضا صاف ہو جائے گی...... جہاد نکھر آئے گا...... جہاد نکھرے گا تو ہر سو اسلام چمکے گا...... ہر طرف جگمگائے گا......ان شاءاللہ

www.rangonoor.com

درس ۴

مجاہدین کی تلاش

جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں...... جہاد کا ارادہ کرلیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کی عظمت کے لئے ......کمر کس لی......اور لیلائے شہادت کی تڑپ دل میں پیدا ہوگئی تو اب آپ کو جہاد میں شرکت کے لئے ......ایک اور مرحلہ طے کرنا ہے...... یہ مرحلہ بے حد اہم اور قدرے...... جستجو طلب ہے......اور یہ مرحلہ ہے اصلی مجاہدین کی تلاش کا......

آج دنیا میں عمومی دستور ہے کہ......لوگ ہر کام میں اچھے سے اچھے کی تلاش میں رہتے ہیں......رشتہ طے کرنے کے لئے بیسیوں گھروں......اور درجنوں لڑکیوں کو دیکھتے ہیں......شہد اور گھی خریدنے سے پہلے اس کے اصل ہونے کی جانچ کرتے ہیں...... دودھ خریدنے والی کمپنیاں ایسے آلات سے دودھ کو جانچتی ہیں......جن سے اصلی اور ملاوٹی کا فرق واضح ہوجاتا ہے...... سنار......سونا خریدنے سے پہلے اسے کسوٹی پر پرکھتا ہے......اسی طرح اصلی اور جعلی نوٹوں کی شناخت کے لئے بھی...... آلات تیار کرلیے گئے ہیں...... حالانکہ یہ سب چیزیں دنیاوی ہیں...... اور ان کا نقصان بھی محدود ہے......مگر اس نقصان سے بھی صرف وہی محفوظ رہتا ہے جو...... چھان پھٹک کر خریدتا ہے اور اصلی نقلی کی جانچ کرتا ہے...... یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ......ایک مجاہد کو جہاد میں شرکت سے پہلے...... ان لوگوں کو جانچنا چاہیئے جو مجاہدین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں......تاکہ اس کا جہاد محفوظ رہے اور مقبول ہو......اور اس کی طاقت اور صلاحیت کا غلط استعمال نہ کیا جائے......اور اسکی جان ضائع نہ ہو...... آج جس طرح سے...... نقلی شہد اور گھی بیچنے والوں کی کمی نہیں ہے...... اسی طرح نقلی جعلی مجاہدین بھی ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں...... آج جس طرح دیگر مقدس ناموں سے لوگوں کو دھوکا دیا جارہا ہے......اسی طرح جہاد کے ذریعے سے دھوکا دینے والوں کی بھی کمی نہیں ہے......

آج کا قوم پرست ......اپنے ذاتی اور علاقائی مفادات کے لئے جہاد کا نعرہ لگا رہا ہے......آج کے سیاستدان اپنے سیاسی مفادات کے لئے ...... ہاسٹلوں پر قبضے......اور مخالفین کے قتل وغارت کو جہاد قرار دیتے ہیں......کچھ لوگ چند شخصیتوں کو کرسی پر لانے کے لئے لڑنے کو جہاد قرار دیتے ہیں...... جبکہ بعض دوسرے لوگ...... اپنی تنظیمی بالادستی کے لئے...... دیگر افراد کے قتل کرنے پر...... جہاد کا لیبل لگاتے ہیں...... حالانکہ ان تمام چیزوں میں سے کوئی بھی جہاد نہیں ہے...... جہاد تو وہ ہے......جس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی......یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت......اور اللہ تعالیٰ کے نظام کی تنفیذ کے لئے لڑائی کی جائے......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے......

من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله (بخاری)

یعنی ''وہی شخص اللہ تعالیٰ کے راستے کا مجاہد ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے لڑتا ہے''

چونکہ جہاد کا لفظ مسلمانوں کو بہت عزیز ہے......اس لیے کئی سیاسی پارٹیاں......جن کے منشور اور دستور میں جہاد کا نام ونشان نہیں ہے......اور انہوں نے جمہوریت کو اپنا مقصد اور نصب العین بنا رکھا ہے...... وہ صرف اپنی مقبولیت کے لئے ...... جہاد کی ذیلی تنظیمیں کھڑی کرتی ہیں...... ان کا مالی تعاون کرتی ہیں ...... اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان تنظیموں میں بھرتی کر کے......اپنی سیاسی قوت کو مستحکم کرتی ہیں......حالانکہ ان پارٹیوں کے لیڈر اور اراکین خواب میں بھی جہاد کی نیت نہیں رکھتے...... بلکہ لڑائی کے دوران میدان جہاد سے......کوسوں دور رہتے ہیں......البتہ فتح کا جشن منانے کے لئے پیش پیش ہوتے ہیں...... یہ لوگ چونکہ جہاد کے حقیقی مفہوم اور مقصد سے دور ہوتے ہیں......اس لیے ان کی ذیلی جہادی تنظیموں میں ......فتنہ، فساد اور بے راہ روی پائی جاتی ہے...... اور وہ ذاتی اور تنظیمی بالادستی کے لئے قتل وغارت کرتے ہیں......اور مجاہدین کی ...... دینی تربیت پر بھی توجہ نہیں دیتے...... یقیناً ایک مجاہد کو ایسے لوگوں سے دور رہنا چاہئے......اسی طرح کچھ لوگوں نے ......اپنے نئے نئے مسلک گھڑ لیے ہیں......وہ بھی جہادی تنظیمیں بناتے ہیں تاکہ جہاد اور مجاہدین کے نام کو استعمال کر کے......اپنے فرقے کو مضبوط بنائیں......اور مسلح ہو کر......اہل حق کے خلاف جدوجہد کر سکیں......اس طرح کی تنظیموں

www.rangonoor.com

کی لیڈر شپ اور قیادت بھی میدان جہاد سے دور رہتی ہے......

یاد رکھیے...... اصلی مجاہدین کی پہلی نشانی علم یعنی دین کی سمجھ ہے...... کیونکہ جہاد اللہ کے راستے میں لڑنے کا نام ہے......اور بغیر علم و تفقہ کے......اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے راستے کو کس طرح سمجھا جاسکتا ہے؟ اسی طرح جہاد کا مقصد ...... دنیا میں اسلام کے نظام کو غالب کرنا ہے......تو جو لوگ یہ نہیں جانتے کہ......اسلام کا نظام کیا ہے......وہ اسلام کو کس طرح سے نافذ کریں گے......اسی طرح وہ تنظیمیں......جن کے لیڈر اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو نافذ نہیں کر سکتے...... وہ ملکوں اور قوموں پر......کس طرح سے اسلام نافذ کریں گے...... یاد رکھیئے......اہل حق مجاہدین کی پہلی نشانی......تفقہ فی الدین......یعنی دین کا مکمل علم......اور دین کی مکمل سمجھ ہے......لفظ مکمل اس لیے لکھا ہے کہ......بعض لوگ...... دین کو سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں......مگر انہیں داڑھی جیسا عام فہم مسئلہ سمجھ میں نہیں آسکا......اور انہیں سلوک و احسان یعنی تصوف سمجھ نہیں آسکا......ایسے کم فہم لوگوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہیں......تفقہ فی الدین کی دولت حاصل ہے......اس لیے جہاد کا ارادہ کرنے کے بعد......ان مجاہدین کو تلاش کیجئے......جنہیں تفقہ فی الدین کی دولت حاصل ہو......کیونکہ......ایسے لوگوں کے اہل حق ہونے کی گواہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے...... درود شریف پڑھئے......اور اس حدیث شریف کو غور سے ملاحظہ فرمایئے......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

من یرد اللّٰہ بہ خیراً یفقہ فی الدین وانما انا قاسم واللّٰہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللّٰہ لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللّٰہ

ترجمہ: ”جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹا ہوں اور یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی اور اس کو کوئی مخالف ضرر نہیں پہنچا سکے گا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) نہ آجائے۔ (بخاری ص۱۶، ج۱)

تفقہ فی الدین کے معنی...... دین کو صرف دماغ سے سمجھنا نہیں...... بلکہ دل بھی دین کو سمجھے اور تسلیم کرے......مزاج بھی دین کو سمجھے اور تسلیم کرے......یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کا مکمل علم بھی ہو......اس کی مکمل سمجھ بھی ہو......اس پر مکمل یقین بھی ہو......اور اس پر

مکمل عمل بھی ہو...... یعنی تفقہ فی الدین کے لئے علم کے ساتھ ساتھ...... دین کی پختگی اور صلابت بھی شرط ہے...... صرف چند کتابیں پڑھ لینا یا لکھ لینا کافی نہیں ہے...... اب آپ غور کیجئے کہ...... اس حدیث کا مصداق کون سے مجاہدین ہیں...... چنانچہ انہی کے شانہ بشانہ اس اہم فریضے میں شرکت کیجئے...... تاکہ حقیقی معنوں میں...... اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا موقع ملے...... اور جہاد کا مقصد حاصل ہو...... آپ نے کچھ عرصہ پہلے دیکھا ہوگا کہ...... افغانستان پر ان لوگوں کو تسلط ملا...... جو مجاہدین کہلاتے تھے...... پوری دنیا یہاں تک کہ ہم اور آپ بھی انہیں مجاہد کہتے تھے...... مجاہد لکھتے تھے...... مگر یہ لوگ پھیکے تربوز نکلے...... کابل میں داخل ہوتے ہی ان کی سوچ بھی بدل گئی اور شکلیں بھی...... ان کی نظروں میں...... نہ تو فحش فلمیں دکھانے والے سینما کھٹکے...... نہ بے پردہ عورتیں...... ان لوگوں میں سے اکثر نے اپنے چہروں پر سے سنت کا نور اڑا دیا...... اور عیاشیوں میں پڑ گئے...... کیونکہ...... ان میں سے اکثر کو دین کی سمجھ نہیں تھی...... بعض کے پاس تھوڑا بہت علم تھا...... مگر دین ان کے دلوں تک نہیں اترا تھا...... یعنی انہیں دین پر پختگی نصیب نہیں تھی...... چنانچہ وہ کابل کو اسلامی رنگ میں رنگنے کی بجائے...... خود کابل کے فحش رنگ میں رنگے گئے...... مگر جب کابل میں وہ لوگ آئے...... جنہیں دین کی مکمل سمجھ تھی...... اور دین ان کے دلوں میں اترا ہوا تھا...... تو چند ہی دنوں میں ملک کے اکثر حصے کا رنگ اور شکل بدل گئی...... اور اصلی جہاد اور اس کا نور ہر سو جگمگانے لگا...... بس اسی ایک مثال سے...... پوری دنیا کے جہاد اور مجاہدین کا حال آپ سمجھ سکتے ہیں...... اب آخر میں...... حقیقی مجاہدین کی مزید کچھ صفات بیان کی جاتی ہیں...... تاکہ آپ کو راستہ ڈھونڈنے میں آسانی رہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ توبہ میں...... جہاں مجاہدین کی جان ومال کو جنت کے بدلے خریدنے کا ذکر فرمایا ہے...... اس سے اگلی آیت میں...... مجاہدین کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں...... ارشاد ربانی ہے......

التائبون العبدون الحمدون السائحون الراكعون السجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله وبشر المؤمنين۔

(التوبہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ: ”وہ توبہ کرنے والے ہیں...... بندگی کرنے والے ہیں...... شکر کرنے

والے...... روزہ رکھنے والے...... رکوع کرنے والے...... سجدہ کرنے والے...... نیک بات کا حکم کرنے والے...... بری بات سے منع کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے...... اور آپ ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے......''

اسی طرح احادیث میں بھی اصلی مجاہدین کی صفات ذکر کی گئی ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنی کتاب الجہاد میں...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا ہے کہ...... مجاہدین دو قسم کے ہیں......

پہلی قسم کے وہ لوگ ہیں...... جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں...... اور ایک دوسرے کو اس کی یاد دہانی کراتے ہیں...... جب چلتے ہیں تو فساد سے بچتے ہیں...... اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں...... اور اپنے قیمتی اموال اللہ کے راستے میں لگاتے ہیں...... جب وہ لڑائی کے میدان میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے اس بات پر حیا کرتے ہیں (یعنی ڈرتے ہیں) کہ وہ ان کے دلوں کے شک پر مطلع ہو...... یا مسلمانوں کی رسوائی ہو...... جب انہیں اموال غنیمت میں سے چوری اور خیانت کا موقع ملتا ہے تو ان کے دل اور عمل اس چوری سے محفوظ رہتے ہیں...... شیطان ایسے لوگوں کو فتنے میں نہیں ڈال سکتا...... اور نہ ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے توڑ سکتا ہے...... ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں میں...... اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرماتا ہے...... اور اپنے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کرتا ہے......

دوسری قسم کے لڑنے والے وہ ہیں...... جو نہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو اس کی یاددہانی کراتے ہیں...... اور اپنے مال خرچ نہیں کرتے مگر مجبوراً...... اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے جرمانہ سمجھتے ہیں...... اور شیطان انہیں اس مال کے بارے میں غم میں مبتلا کرتا ہے...... جب لڑائی میں نکلتے ہیں تو سب سے پیچھے رہتے ہیں...... اور رسوا کرنے والوں میں شامل رہتے ہیں...... وہ میدان جہاد سے بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں...... اور وہاں سے جنگ کا منظر دیکھتے ہیں...... پھر اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطاء فرماتا ہے تو یہ لوگ بڑھ چڑھ کر جھوٹ بولتے ہیں...... (یعنی اپنے جنگی کارنامے بیان کرتے ہیں اور دوسروں کی کارروائیوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں)...... اگر ان لوگوں کو چوری اور خیانت کا موقع ملے تو بھرپور طریقے سے چوری کرتے ہیں...... اور شیطان ان کے دل میں ڈالتا ہے کہ

یہ سب کچھ مال غنیمت ہے...... ایسے لوگوں کو اگر وسعت ملتی ہے تو اکڑتے ہیں...... اور اگر تنگی میں پڑ جائیں تو شیطان ان کو فتنے میں ڈال دیتا ہے...... ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے اجر میں سے کچھ نہیں ملتا...... وہ تو بس جسمانی طور پر میدان میں مسلمانوں کے ساتھ نظر آتے ہیں...... مگر ان کی نیت اور اعمال مسلمانوں سے بالکل جدا ہوتے ہیں...... قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ایمان والوں کے ساتھ پہلے جمع فرمائے گا...... اور پھر جدا فرما دے گا......

www.rangonoor.com

درس ۵

وہ حسین لمحہ

پاک دامن اور نیک سیرت عورت کی زندگی میں......خوشیوں کی کئی بہاریں آتی ہیں...... کبھی اس کی گود خوبصورت بیٹے یا معصوم بیٹی سے آباد ہوتی ہے...... کبھی اسے اپنے خاوند کی ترقی اور دینداری سے خوشی ملتی ہے...... کبھی اپنی اولاد کو جوان دیکھ کر وہ پھولے نہیں سماتی...... کبھی اپنے بچوں کی شادیاں...... اس کے لئے خوشی کا پیغام بن کر آتی ہیں...... اسی طرح کی اور کئی خوشیاں......مگر...... یہ نیک سیرت عورت...... کبھی بھی ان لمحات کو نہیں بھولتی...... جب سسرال والے محبت اور اکرام کے ساتھ اس کا رشتہ مانگنے آئے تھے......اور وہ شرما شرما کر، چھپ چھپ کر...... یہ سارے مناظر دیکھ رہی تھی...... سسرال والے اس کی نیکی، خوبصورتی اور حیا پسندی کو دیکھ کر......مرے جا رہے تھے...... صبح شام اس کے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے......اس کے خاوند کی بے تاب مگر پاکیزہ اور حیا بھری نگاہیں......اس کے گھر کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں......اور یہ کئی پردوں کے پیچھے بیٹھی......ان نگاہوں کی لمس محسوس کرتی تھی...... بالآخر وہ گھڑی آ پہنچی...... جو اس کی زندگی کی یادگار گھڑی تھی...... خاوند کے والدین اور کچھ رشتہ دار......اور خود خاوند...... نہایت عزت و چاہت سے اسے لینے آ گئے...... نکاح کا خطبہ پڑھا گیا...... دو زندگیاں باہم مل گئیں......اب یہ خاتون ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو رہی ہے......سسرال والے استقبال میں بچھے جا رہے ہیں...... ماں باپ اور بہن بھائی خوشی بھرے آنسوؤں کے ساتھ اسے رخصت کر رہے ہیں...... خاوند خوشی سے پھولے نہیں سماتا...... نہ دیکھنے سے سیر ہوتا ہے اور نہ چاہت بھری باتیں کرنے سے...... سسرال والے اس طرح سے خیال رکھ رہے ہیں جیسے کوئی نازک پھول ہے...... یہ ہیں وہ چند حسین...... خوابوں جیسے لمحے...... جنہیں یہ عورت کبھی نہیں بھلا سکتی...... بلکہ اسے جب بھی یہ لمحات یاد آتے ہیں...... وہ ان کی لذت اور حلاوت محسوس کیے بغیر

نہیں رہ سکتی......

اب ایک اور منظر دیکھئے......ایک مسلمان نوجوان اچانک قرآن مجید کی آیت سنتا ہے:

ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (سورۃ التوبہ ۱۱۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔''

یعنی اے نوجوان ......اللہ تعالیٰ تیرا خریدار بن گیا ہے......گویا تیرے لیے اس قدر عظمت والی جگہ سے ''پیغام محبت'' آیا ہے......نوجوان پوچھتا ہے......جلدی بتاؤ اس کے لئے کہاں جانا پڑے گا...... مجھے یہ سودا منظور ہے...... مجھے یہ پیغام قبول ہے...... اس کے جسم میں بجلیاں دوڑنے لگتی ہیں...... یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ میرا خریدار ہے اس کا دل جھومنے لگتا ہے......اس کا انگ انگ روحانی لذت میں ڈوب جاتا ہے......قرآن مجید سے جواب ملتا ہے......

یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون

تجھے اس کے لئے میدان جہاد کی طرف جانا پڑے گا......اللہ کے دشمنوں کو قتل کرنا پڑے گا......اور ان کے ہاتھوں قتل ہونا پڑے گا...... یہ نوجوان حضوا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنتا ہے......

اعلموا ان الجنۃ تحت ظلال السیوف (بخاری ۳۹۵ ج ۱)

''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے''

بس وہ دیوانہ وار میدان کی طرف دوڑ پڑتا ہے...... وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام محبت کے بعد...... ساری محبتیں اور چاہتیں بھول جاتا ہے...... اب وہ میدان جنگ کی طرف دوڑ رہا ہے......ایک ولولے کے ساتھ......ایک جذبے کے ساتھ......اسی دوران اسے مظلوم ماؤں بہنوں کی چیخ وپکار سنائی دیتی ہے......ٹوٹی ہوئی مساجد کا دردناک شکوہ...... اسے سنائی دیتا ہے......بس اس نوجوان کی رفتار بڑھ جاتی ہے......اس کا خون جسم میں ابلنے لگتا ہے...... آسمانوں پر کچھ نگاہیں اسے دیکھ رہی ہوتی ہیں...... پردوں کے باوجود حوروں کی خوبصورت نگاہوں کی لمس وہ محسوس کرتا ہے......محبت خداوندی کے انوارات اس پر نور برسا رہے ہوتے ہیں...... پھر اسے مسجد اقصیٰ روتی اور شکوہ کرتی نظر آتی ہے...... وہ جوان دیوانوں کی طرح

www.rangonoor.com

دوڑنے لگتا ہے...... اور ایسے طوفان کی طرح بڑھتا ہے...... جس کے آگے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی...... رہی سہی کسر تب پوری ہو جاتی ہے جب وہ قرآن مجید کی اس آیت کو سنتا ہے......

ومالكم لا تقاتلون فى سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعلنا من لدنك وليا واجعلنا من لدنك نصيرا۔ (النساء۷۵)

ترجمہ: ''اور تمہارے پاس کیا عذر ہے (تمہیں کیا ہو گیا ہے) کہ تم نہیں لڑتے اللہ کے راستے میں ان کمزوروں (مظلوموں) کی خاطر جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی کھڑا کیجئے اور ہمارے لے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج دیجئے۔''

وہ نوجوان شیر کی طرح دھاڑتا ہے...... تکبیر کا نعرہ بلند کرتا ہے...... اپنی بندوق اپنے ہاتھوں میں تولتا ہے...... اور قہر خداوندی بن کر دشمنان اسلام کی صفوں پر جا گرتا ہے...... ادھر آسمان پر تیاریاں شروع ہو گئیں...... اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے کو لینے اور اس کا استقبال کرنے کے لئے فرشتے قطاریں باندھ کر...... زمین پر آرہے ہیں...... ہر طرف گہما گہمی ہے...... جنت کی حوریں بن سنور کر پہلے آسمان پر آ بیٹھتی ہیں...... اور اپنے معصوم ہاتھ دعا کے لئے اٹھا لیتی ہیں...... اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت جوش میں آتی ہے...... زمین و آسمان کے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں...... سارے حجابات مٹا دیئے جاتے ہیں...... نقشہ بدل جاتا ہے...... اور مجاہد...... یہ سارا اکرام دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے...... حیران رہ جاتا ہے...... وہ پوری قوت سے بڑھتا ہے...... اور یلغار بن کر لڑتا ہے...... اور پھر وہ لمحہ آ پہنچتا ہے جسے مجاہد کبھی نہیں بھلا سکتا...... جی ہاں جنت میں جا کر بھی...... وہاں کی حوروں اور پھلوں سے لطف اندوز ہو کر بھی...... وہ اس لمحے کو نہیں بھولے گا...... آخر بھولے بھی کیسے؟...... محبت کی بارات اس پر نچھاور ہو رہی تھی...... آسمان و زمین اس کے استقبال میں بچھے جا رہے تھے...... فرشتے اسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے...... اللہ تعالیٰ کے پیغام محبت کا بوسہ لیتے ہی...... فرشتے اس کی روح اکرام سے اٹھاتے ہیں اور اس وقت مجاہد کو جنت کے محلات دکھا دیئے جاتے ہیں...... اور معلوم نہیں کیا کیا دکھایا جاتا ہے......

معلوم نہیں اس کی کتنی ناز برداری کی جاتی ہے...... معلوم نہیں لذت اور محبت کے کون کون سے جام اسے پلائے جاتے ہیں...... یقیناً اسے وہ سب کچھ ملتا ہے...... جسے نہ سوچا جاسکتا ہے...... اور نہ دنیا میں رہ کر سمجھا جاسکتا ہے...... اسی لیے جنت میں پہنچ کر کوئی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرے گا...... اگرچہ اسے دنیا کے سارے مال واسباب دے دیئے جائیں...... مگر شہید اس لمحے کو جنت کی ساری نعمتیں پا کر بھی...... نہیں بھولے گا...... بلکہ ہمیشہ یہ چاہے گا کہ وہ دنیا میں واپس آئے...... اور شہادت کی وہ نعمت دوبارہ حاصل کرے...... اور اس لمحے کو پھر پائے جس لمحے اس نے...... اللہ تعالیٰ کے پیغام محبت کو اپنی جان دے کر قبول کیا تھا...... اور وہ لطف پایا تھا جس پر سارے مزے قربان...... اور ایسی عزت پائی تھی جس پر ساری عزتیں قربان...... میرے دوستو...... یہ لمحہ حاصل کرنے کی ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے...... محنت کرنی چاہیے...... لیجئے بخاری شریف کھولیئے...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیئے...... اور اس مبارک حدیث شریف کو پڑھ کر...... اپنے دل میں شوق شہادت کا نور بسایئے......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ما احد يدخل الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا وله ما على الارض من شىء الا الشهيد يتمنى ان يرجع الى الدنيا فيقتل عشر مرات لما يرى من الكرامة۔ (بخاری ۳۹۵ ج ۱)

ترجمہ: ”کوئی شخص بھی جنت میں جانے کے بعد دنیا میں واپس آنے یا یہاں کچھ پانے کی تمنا نہیں کرے گا سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں واپس آئے اور دس بار شہید کیا جائے اس وجہ سے کہ اس نے شہادت کا اکرام دیکھ لیا ہوگا۔“

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين

۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۷ جولائی ۱۹۹۸

درس ۶

اطاعت امیر اور شیطانی سچ

ہم سب انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق کا واقعہ...... آپ نے بار بار سنا ہوگا...... خود قرآن مجید میں اس واقعے کو اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں...... بار بار بیان فرمایا ہے...... تاکہ انسان اس واقعے پر غور کرے اور وہ سب کچھ سمجھے...... جو اسے سمجھنا چاہئے...... آیئے آج اس واقعے کے ایک اہم اور منفرد پہلو پر نظر ڈالتے ہیں...... ممکن ہے ہمیں اس غور کے نتیجے میں...... اپنے بہت سے مسائل کا حل مل جائے...... وہ مسائل جنہوں نے ہمیں کشمیر سے الجزائر تک...... افغانستان سے فلسطین تک...... اور قفقاز سے شام تک گھیر رکھا ہے...... آیئے قرآن مجید کے آئینے میں ماضی کی طرف دیکھتے ہیں...... ابلیس نامی ایک جن اپنی اطاعت اور عبادت گزاری کی بدولت...... فرشتوں کے ساتھ آسمانوں پر آباد ہے...... وہ دن رات سجدے کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہے...... اس کی اس عبادت واطاعت کا زمانہ صدیوں پر محیط ہے...... اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ زمین پر...... اپنا خلیفہ بنانے اور بھیجنے کا اعلان فرماتے ہیں...... اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرما دیتے ہیں...... فرشتے...... آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود...... خوئے خونریزی پر سوالیہ نشان لگاتے ہیں...... اللہ تعالیٰ انہیں آدم علیہ الصلوٰۃ السلام کا علم دکھاتے ہیں...... اس پر فرشتے مطمئن ہوجاتے ہیں کہ...... اس کی خونریزی علم کے تابع رہے گی...... تب صرف یہ اس خون کو بہائے گا...... جسے بہانا چاہئے...... اس کے بعد قرآن مجید ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے...... اس واقعے نے ابلیس کی اطاعت گزاری کا پول بھی کھول دیا...... اور قیامت تک آنے والے ابلیسوں اور شیطانوں کی نشانی بھی بتادی...... واقعہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو...... اور فرشتوں کے ساتھ ابلیس کو بھی حکم دیا کہ...... آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو...... یہ ایک امتحان تھا...... جی ہاں اطاعت گزاری کا امتحان...... کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنا......اور جھکنا آسان ہے......وہاں تو سبھی جھکتے ہیں......سب کو کسی نہ کسی طرح جھکنا ہی پڑتا ہے......مگر جب اللہ تعالیٰ کسی ایسے کے سامنے جھکنے کا حکم دے...... جو بظاہر اپنے سے ادنیٰ اور کم درجے کا نظر آتا ہو......تب...... اصلیت سامنے آتی ہے......تب اطاعت کی حقیقت کھلتی ہے......فرشتوں نے جب حکم سنا......وہ سجدے میں گر گئے......جبرئیل علیہ السلام جیسے عظیم الشان فرشتے نے بھی...... چوں چراں نہ کی......وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم جھکتے رہتے ہیں......آج خود اللہ تعالیٰ نے کہیں اور جھکنے کا حکم دیا ہے......تو ہم نے حکم دینے والے کو دیکھنا ہے...... یہ جھکنا اگرچہ آدم علیہ السلام کے سامنے ہے......مگر حقیقت میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہے...... کیونکہ جھکنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے......فرشتے امتحان میں کامیاب ہوگئے......سرفراز ہوگئے......انہیں قرب خداوندی بھی ملا......اور آسمانی کتابوں میں ان کی اطاعت اور امانت کے تذکرے بھی نازل ہوئے......مگر شیطان یعنی ابلیس کا پول کھل گیا......کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت......اطاعت کے جذبے سے نہیں کر رہا تھا......بلکہ محض بڑائی حاصل کرنے کے لئے سجدے کرتا تھا...... چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم نہ مانا...... جس میں بظاہر اس کی ناک کٹ رہی تھی......جس میں اس کے تکبر کا محل ٹوٹ رہا تھا......جس میں اس کے غرور کا جنازہ نکل رہا تھا......اس نے اللہ تعالیٰ کو سجدے کر کے فرشتوں کے درمیان جو مقام پالیا تھا......آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اسے اس مقام کے خلاف نظر آرہا تھا...... چنانچہ اس نے نعرہ لگایا کہ...... یہ کیا ظلم ہے؟......میں افضل ہوں......آگ سے بنا ہوں...... یہ ادنیٰ ہے خاک سے بنا ہے......میں اسے کیسے سجدہ کروں...... کیوں سجدہ کروں؟......اس بدبخت نے یہ نہ سوچا کہ......میں اللہ کا بندہ ہوں...... مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھنا چاہئے......مگر اس نے اپنی ناک کو دیکھا......غرور نے اسے تباہ کر دیا...... وہ شرارتی ضرور تھا......مگر عقلمند ثابت نہ ہوا...... بے شک شرارتی کبھی بھی عقلمند نہیں ہوسکتا...... شرارتی صرف شرارت کر کے...... دوسروں کا نقصان کرتا ہے......لیکن اس میں اتنی عقل نہیں ہوتی کہ اپنے لیے کوئی بھلائی حاصل کر سکے...... شیطان نے اپنا نقصان کیا اور اب تک انسانیت کا نقصان کرتا پھر رہا ہے...... بظاہر اس کی بات سچی تھی......وہ آگ سے بنا تھا وہ آدم علیہ السلام سے بہت پرانا اللہ کا بندہ تھا......اس نے بہت عبادت گزاری کی تھی......اس کا فرشتوں میں بڑا مقام تھا......مگر ظاہر میں نظر آنے والا یہ سچ

حقیقت میں محض دھوکہ تھا...... جو خود شیطان نے کھایا...... اگر وہ واقعی اللہ کی آگ سے بنا تھا...... وہ اگر واقعی پرانا عابد تھا...... وہ اگر واقعی بڑے مقام والا تھا...... تو اُسے فرشتوں سے بھی پہلے...... اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانا چاہئے تھا...... اور بظاہر اپنے سے ادنیٰ کے سامنے...... جھک جانا چاہئے تھا...... اس میں اس کی عظمت تھی...... مگر وہ بدقسمت تھا اس عظمت کو نہ پاسکا...... اور ذلت کو اس نے اپنے گلے کا ہار بنالیا...... خلاصہ یہ کہ...... یہ واقعہ ایک طرف تو فرشتوں اور ابلیس کا امتحان تھا...... فرشتے کامیاب رہے...... ابلیس ناکام ہوا...... دوسری طرف یہ واقعہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے واسطے سے پوری اولادِ آدم کے لئے...... ایک سبق تھا...... انہیں اطاعت الٰہی کا طریقہ سکھایا جارہا تھا...... انہیں عزت وعظمت کا راستہ...... اور ذلت کی کھائیاں دکھائی جارہی تھیں...... تاکہ وہ عزت کے راستے پر چلیں...... اور کھائیوں سے بچیں...... انہیں یہ سبق دیا جارہا تھا کہ...... اطاعت الٰہی کا معنی صرف یہ نہیں ہے کہ...... اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کیے جائیں...... بلکہ اطاعت کا معنی یہ ہے کہ...... اللہ تعالیٰ کا حکم مانا جائے...... اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ کسی اور کی...... اطاعت کا حکم دے تو شیطان کی طرح...... اونچ نیچ...... اور نئے پرانے کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہئے بلکہ...... ہر اس شخص کی اطاعت کرنی چاہئے...... جس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے...... اس امت کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے...... اور اپنے اولوالامر کی...... اطاعت کا حکم دیا ہے...... (سورۃ النساء ۵۹) اولوالامر میں...... بہت سے لوگ آتے ہیں...... خصوصاً شرعی امیر اور مجتہدین کرام...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے...... اور اسے اپنی اطاعت کی طرح قرار دیا ہے...... خواہ امیر ایسا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کے اعضا کٹے ہوئے ہوں...... (ترمذی ۳۰۰ ج ۱) اس موضوع پر احادیث کی بھی خاصی مقدار ہے...... مگر بہت تھوڑے خوش قسمت لوگ...... فرشتوں کی طرح اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہوئے...... اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں...... اور بظاہر اس کے سامنے جھکتے ہیں...... اور حقیقت میں عظمت پاتے ہیں...... مگر اکثر لوگ شیطان کی طرح یہ ہی بولتے رہتے ہیں کہ ہم زیادہ اہل ہیں...... ہم پرانے ہیں...... ہم اونچے مقام والے ہیں...... شیطان نے خاکی اور ناری کا مسئلہ اٹھایا...... یہ شمالی اور قندھاری کا مسئلہ اٹھاتے ہیں...... مصر کے مجاہدین میں امارت کا جھگڑا......

الجزائر کے مجاہدین میں امارت ہی کا مسئلہ...... کشمیر میں یہی جھگڑا...... ہر طرف کوئی شخص امیر بنایا جاتا ہے......اور کچھ دن بعد کوئی دوسرا شخص...... انا خیر منه (میں اس سے بہتر ہوں) کا نعرہ لگا کر آتا ہے اور نظام درہم برہم ہو جاتا ہے...... بڑے بڑے غازی، سجدہ گزار نیک و صالح لوگ...... اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کرتے نہیں تھکتے...... مگر امیر کی اطاعت ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی......اور نعرہ سب کا ایک ہے...... انا خیر منه...... کسی کو اپنے تجربے کا ناز ہے...... کسی کو اپنے گرد جمع لوگوں پر فخر ہے...... کسی کو اپنے مقام کا دھوکہ ہے...... کسی کو اپنے علم وتقوے کا غرور ہے...... کسی کو اپنے پرانے مجاہد ہونے کا دعویٰ ہے...... الغرض ہر طرف ابلیس کے خوفناک جال پھیلے ہوئے نظر آرہے ہیں...... اور ان جالوں میں بڑے بڑے لوگ پھنس کر چھوٹے ہو چکے ہیں...... بونے ہو چکے ہیں...... یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے امت مظلومہ کو...... طالوتِ عصر امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد جیسا...... مخلص، متوکل علی اللہ، صاحب فراست، صاحب شجاعت امیر عطاء فرما دیا ہے...... شرعی نکتہ نظر سے ان کی امارت قائم ہو چکی ہے...... خوش قسمت لوگ جوق در جوق...... اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو...... سر آنکھوں پر رکھے ہوئے اس متواضع امیر کی اطاعت میں جمع ہو رہے ہیں...... مگر کچھ لوگ...... انا خیر منه کا نعرہ لگا کر...... دشمنی، مخالفت اور بے زاری پر اترے ہوئے ہیں...... یہی لوگ کل تک خود اطاعت امیر کا درس دیتے تھے...... مگر صرف اس لیے تاکہ خود ان کی اطاعت کی جائے...... مگر اب وہ انا خیر منه کا شیطانی نعرہ لگا کر...... شرعی امیر کی نافرمانی اور مخالفت کا وبال اٹھا رہے ہیں...... بلکہ بعض بد قسمت تو شیطان کی طرح...... دشمنی کی قسم کھا کر میدانوں میں اس نور خداوندی کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں...... جبکہ کچھ دوسرے لوگ مختلف طرح کے تحفظات کا شکار ہیں...... کسی کو اپنے علم کا زعم ہے...... اور کسی کو اپنی چھوٹی دکان ختم ہونے کی فکر...... حالانکہ یہ سب دھوکے اور ذات کی کھائیاں ہیں...... ہاں اگر کسی کے پاس انا خیر منه کے بظاہر سچے اور حقیقت میں شیطانی نعرے کے علاوہ کوئی شرعی دلیل ہے تو...... وہ پیش کرے......

درس ۷

جہاد کا حادثہ......ایمان لیوا

ہوائی جہاز پر مہینوں کا سفر...... گھنٹوں میں طے ہوتا ہے...... لیکن اگر حادثہ ہو جائے تو پھر اکثر کوئی بھی نہیں بچتا...... جبکہ ٹانگے پر سفر کرنے والے عام طور سے...... حادثات میں بچ ہی جاتے ہیں...... مگر ان کے لئے منزل تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے...... جبکہ منزل دور اور اونچی ہو...... بس یہی قانون ...... تقریباً...... سب چیزوں میں چلا آ رہا ہے...... جہاں نفع زیادہ ہے...... وہاں احتیاط بھی خوب کرنی پڑتی ہے...... کیونکہ وہاں نقصان بھی خوفناک ہوتا ہے...... اگر آپ کو یہ بات سمجھ آ گئی تو...... پھر آگے کی بات سنئے...... سمجھئے...... اور دل میں اتاریئے...... ایک مؤمن...... جو اللہ تعالیٰ کو بھی مانتا ہے اور آخرت کو بھی...... اس کی منزل اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہے...... اور اس کا ہدف ...... اسلام کی سربلندی...... اور اللہ تعالیٰ کے کلمے کا دنیا میں نفاذ ہے...... یہ منزل اور یہ ہدف...... بہت اونچے ہیں...... بہت زیادہ بلند ہیں...... اس عظیم اور بلند مقصد اور منزل کے لئے...... جو تیز ترین اور مختصر ترین راستہ اسلام نے بتایا ہے...... وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ......

الجهاد مختصر طريق الجنة...... او كما قال صلى الله عليه وسلم

’’جہاد جنت تک پہنچنے کا...... مختصر ترین راستہ ہے‘‘...... جہاد فی سبیل اللہ کی بدولت...... انسان لمحوں میں اللہ تعالیٰ کا قرب...... اور اس کی محبت کا نور حاصل کرتا ہے...... اور منٹوں میں جنت کے اونچے اونچے مقامات پا لیتا ہے...... قرآن مجید پڑھئے...... آپ کو اس بات کا یقین ہو جائے گا...... حدیث شریف کو سمجھئے...... آپ کو یہ بات خوب سمجھ آ جائے گی...... مجاہد کے لئے جنت اتنی قریب ہے کہ...... اس کا ایک پاؤں دنیا میں ہوتا ہے...... اور دوسرا جنت میں...... عام مسلمان جنت کی تمنا رکھتے ہیں...... جبکہ جنت مجاہدین کی تمنا رکھتی ہے...... بڑے بڑے عابد

قرب الٰہی کی جو منزلیں سالہا سال میں طے کرتے ہیں...... مجاہد ان مقامات کو میدان جنگ میں ...... گھمسان کی لڑائی کے دوران ...... چند ساعتوں میں پالیتا ہے...... دوسرے مؤمن اپنے ایمان اور اعمال کے بدلے...... جنت کے خریدار ہیں...... جبکہ مجاہد کی یہ سعادت ہے کہ خود جنت کا مالک...... جنت کے بدلے...... اس مجاہد کی جان و مال کا خریدار ہے...... اور آپ جانتے ہیں کہ خریدی ہوئی چیز بہت محبوب ہوتی ہے...... بہت پسندیدہ اور اہم ہوتی ہے...... پوری دنیا کے مال و دولت کے بدلے جنت کی ایک چپہ زمین نہیں خریدی جاسکتی...... جبکہ مجاہد اتنا قیمتی ہے کہ...... دنیا سے سینکڑوں گنا بڑی جنت...... بلکہ سو جنتوں کے بدلے...... اس کی جان خریدی جاتی ہے...... معلوم ہوا جہاد میں نفع ہی نفع ہے...... ایسا نفع جس پر دنیا کی...... ہر چیز قربان......

مگر راکٹ سے تیز رفتار جنت کے اس راستے...... یعنی جہاد میں کچھ احتیاط بھی ہے...... کیونکہ...... اگر اس میں حادثہ ہو جائے تو پھر دنیا کا خسارہ...... اور آخرت کی تباہی...... مقدر بن جاتی ہے...... اور یہ حادثہ ہے...... نیت کی خرابی......

مجاہد پر فرض ہے کہ جہاد میں جانے سے پہلے...... پھر دوران جہاد...... اور پھر جہاد کرنے کے بعد اپنی نیت کو درست رکھے...... اگر مجاہد کی نیت درست ہو گی...... تو پھر وہ مارے یا مارا جائے...... فتح پائے یا ظاہری شکست کھائے...... اپنے اسلحے سے مارا جائے یا دشمن کی گولی سے...... وہ اتفاقی موت مرے یا حادثاتی...... وہ سواری سے گر کر شہید ہو یا واپس آتے ہوئے بیمار ہو کر انتقال کر جائے...... وہ ہر حال میں کامیاب ہے...... لیکن اگر خدانخواستہ اس کی نیت خراب ہو گئی...... اور وہ اس لیے لڑتا ہے تاکہ...... اسے بہادر کہا جائے...... اسے غازی اور شہید کہا جائے...... یا وہ اس لیے لڑتا ہے...... یا لڑنے والوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے تاکہ اسے مال ملے...... اسے شہرت ملے...... یا وہ اس لیے لڑتا ہے تاکہ...... اپنی قوم اور قبیلے کو...... دوسرے قبیلے پر فوقیت دلائے یا اپنی تنظیم کو دوسری تنظیم پر غالب کر دے...... یا وہ اس لیے لڑتا ہے تاکہ ذاتی انتقام کی خاطر کسی کو قتل کرے...... تو یہ شخص ناکام ہے...... بالکل خائب ہے خاسر ہے...... وہ جہاز پر بیٹھا ہے...... لیکن منزل کی طرف نہیں...... بلکہ بدترین موت کی طرف سفر کر رہا ہے...... وہ اپنی قیمتی جان کے بدلے...... انسانوں کی واہ واہ چاہتا ہے...... جو ایک طوائف اور میراثی

بھی...... با آسانی حاصل کر لیتے ہیں...... ایسا شخص قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہوگا...... جن سے سب سے پہلے دوزخ کی آگ کو بھڑکایا جائے گا (صحیح مسلم)

جی ہاں...... ریاکار مجاہد...... ریاکار عالم...... اور ریاکار سخی...... ریاکار قاری...... سب کو دوزخ میں جانا پڑے گا...... جلنا پڑے گا...... کیونکہ انہوں نے قیمتی چیزوں کو ضائع کیا...... رسوا کیا...... سونے کے بدلے غلاظت خریدنے کا جرم کیا...... رب کی بجائے مخلوق کے لئے جان دی...... مال دیا...... علم حاصل کیا...... دوستو!...... بہت غور کا مقام ہے...... بہت فکر کی بات ہے...... جہاد فرض ہے...... اسے چھوڑنا وبال ہے...... مگر جہاد میں نیت کا درست ہونا بھی فرض ہے...... کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے (بخاری شریف) اس موضوع پر عقلی گفتگو سے پہلے...... درود شریف پڑھیئے...... اور دل کی آنکھوں سے یہ تین احادیث...... ملاحظہ کیجئے......

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا...... اے اللہ کے رسول!...... مجھے جہاد وقتال کے بارے میں بتایئے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم ڈٹ کر لڑو گے اور اللہ تعالیٰ سے ہی ثواب واجر کی امید رکھو گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ...... تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا...... اور اگر تم ریاکاری کی خاطر اور مال حاصل کرنے کیلئے لڑو گے...... تو اللہ تعالیٰ تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا...... اے عبداللہ بن عمرو!...... تم جس حالت پر (یعنی جس نیت) پر لڑو گے یا قتل کیے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں (قیامت کے دن) اسی حال پر اٹھائے گا...... (ابوداؤد)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا...... اے اللہ کے رسول!...... ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ میں نکلتا ہے...... اور وہ دنیا کا کچھ مال واسباب بھی چاہتا ہے...... (یعنی اس کی نیت ہے کہ اسے کچھ مال بھی ملے)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اس کیلئے کوئی اجر نہیں ہے...... اس شخص نے یہ سوال تین بار کیا...... ہر بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اس کے لئے کوئی اجر نہیں...... (ابوداؤد)

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...... ایک صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے...... آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں...... جو جہاد میں اجر بھی چاہتا ہے اور اپنا تذکرہ بھی...... (یعنی اس کی نیت ہے کہ اجر وثواب

بھی ملے اور لوگوں میں نام بھی ہو)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اس کے لئے (اجر) نہیں ہے...... یہ سوال جواب تین بار ہوئے...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... بے شک اللہ تعالیٰ تو صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص ہو اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت ہو...... (نسائی)

اس موضوع پر آیات اور احادیث بہت زیادہ ہیں...... کیونکہ یہی بنیاد ہے...... اور اس کے بغیر سب کچھ بے کار ہے...... ایک عقلمند آدمی اگر خود سوچے...... تو اسے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ...... اتنا عظیم الشان عمل...... جس میں جان و مال کی قربانی ہے...... اسے محض عارضی عزت اور مقام کی خاطر...... یا دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر ضائع کرنا اعلیٰ درجے کی زیادتی ہے...... دنیا کے لوگ تو خود بے بس ہیں...... وہ کسی کو کیا دے سکتے ہیں...... یہاں تو بے وفائی ہی بے وفائی ہے...... جو لوگ عقیدت میں کسی کے جوتے اٹھاتے ہیں...... کچھ دنوں بعد جب عقیدت ختم ہوتی ہے تو...... وہی جوتے اس کے سر پر مارتے ہیں...... دنیا کی عزت اور نام کی ناپائیداری کا تو یہ عالم ہے کہ...... اگر کوئی انسان لوگوں کو دکھانے کے لئے...... پچاس سال تک پوری رات عبادت کرتا رہے...... اور سارا دن روزہ رکھتا رہے...... مگر پھر اچانک اس سے کوئی چھوٹا سا گناہ ہو جائے تو...... لوگ اس کی پچاس سالہ عبادت و ریاضت کو بھول کر...... اس کے گناہ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں......

یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی جہاد جیسے مقدس عمل کو...... لوگوں کی بھینٹ چڑھانا کہاں کی عقلمندی ہے؟...... بیوی اگر...... غیر مردوں سے اپنے حسن کی داد مانگتی پھرتی ہو تو...... اس کے خاوند کو کس قدر غصہ اور غیرت آتی ہے...... حالانکہ وہ صرف بیوی ہے...... اور اس کا حسن اس کے خاوند کا عطا کردہ بھی نہیں ہے...... لیکن ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں...... اور ہم ہر نیک عمل محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کرتے ہیں...... پھر جب ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر...... عام انسانوں سے اپنے اعمال کا بدلہ چاہنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے...... اور وہ ناراض ہو جاتا ہے...... اور ایسے اعمال کو منہ پر مار دیتا ہے...... چنانچہ ایسے ریاکار طالب جاہ و مال مجاہدین کے جہاد میں...... برکت بھی نہیں رہتی...... اور اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی ان کے لئے نہیں اترتی......

بس اے مجاہد!...... تجھ پر لازم ہے کہ اپنی حالت پر غور کر...... اگر دل میں کہیں ریاکاری

دکھاوا...... یا خود پسندی کا مرض چھپا ہوا ہے تو...... دھاڑیں مار مار کر اللہ کے سامنے تجھے رونا چاہیئے...... اور اس سے اخلاص کی بھیک مانگنی چاہیئے...... ورنہ دنیا بھی برباد...... اور آخرت بھی تباہ ہو جائے گی...... اے مجاہد دوستو!...... ریا کاری کے ڈر سے جہاد مت چھوڑ دینا...... کیونکہ ایسا کرنا بدترین ریا کاری...... اور بدترین جرم ہے...... تم ڈٹ کر جہاد کرو...... اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرشار ہو جاؤ کہ...... غیر اللہ کا خیال دل سے نکل جائے...... اخلاص پیدا کرنے کے لئے...... روزانہ اپنی نیت کو ٹٹولا کرو...... صالحین...... مخلصین کی صحبت میں بیٹھا کرو...... زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کیا کرو...... اور اپنے شہید بھائیوں اور ساتھیوں کو یاد کرو...... اور خود کو بھی دنیا کا باسی نہیں...... آخرت کا راہی سمجھو...... اور یاد رکھو...... جہاز کا حادثہ صرف جان لیوا ہوتا ہے...... جبکہ جہاد کا حادثہ...... ایمان لیوا ثابت ہو سکتا ہے......

www.rangonoor.com

درس ۸

جہادی مزاج

جہاد کی فرضیت، فضیلت اور اہمیت...... آپ نے سمجھ لی...... اور جہاد کے اعلیٰ مقاصد بھی آپ نے معلوم کر لیے...... چنانچہ اب عملی جہاد کے لئے کمر کس لیجئے...... مگر کوشش کیجئے کہ آپ کا جہاد...... محض شرکت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے نہ ہو...... بلکہ آپ جہاد کا حق ادا کیجئے...... اور ایسے پرزور طریقے سے ادا کیجئے کہ...... آپ جہادی اور جہاد آپ کی پہچان بن جائے...... اور یہ تبھی ممکن ہے...... جب آپ جہاد کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھیں گے...... اور پھر بھرپور طریقے سے جہاد کی تیاری کریں گے...... آج کے درس میں...... جہاد کی تیاری کے موضوع پر کچھ باتیں عرض کرنی ہیں...... یہ وہ اہم موضوع ہے...... جس پر بے شمار کتابیں اور رسالے لکھے جا چکے ہیں...... اور ابھی تک لکھے جا رہے ہیں...... اللہ کرے امت مسلمہ ان کتابوں اور رسالوں سے خوب استفادہ کرے...... اس مختصر سے درس میں تو ہماری صرف یہ کوشش ہے کہ...... مجاہدین میں خصوصاً اور مسلمانوں میں...... عموماً...... جہاد کی خوب خوب تیاری کا ذوق پیدا ہو...... اور وہ...... موجودہ زمانے کے جہاد کے...... تقاضوں کو سمجھیں...... اور جہاد کی تیاری سے کبھی بھی غافل نہ ہوں...... قرآن مجید نے اسی لیے جہاد کی تیاری کی ترغیب دیتے وقت...... اس موضوع کو کھلا رکھا ہے...... اور ایسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو قیامت تک...... اس موضوع پر راہنمائی کے لئے کافی ہیں...... مسئلہ دلائل کا نہیں...... بلکہ ضرورت محسوس کرنے اور مزاج بنانے کا ہے...... کیونکہ دلائل تو اس موضوع پر بے شمار ہیں...... مگر ان کو پڑھ کر...... اور سن کر...... جب تک اپنا مزاج نہ بنایا جائے...... اس وقت تک یہ دلائل محض کتابوں کی زینت ہی رہتے ہیں...... یاد رکھئے...... اسلام نے نہایت تاکید کے ساتھ...... جہاد کی تیاری کا حکم دیا ہے...... اور جہاد کی تیاری کئی قسم کی ہے...... چنانچہ ایک مجاہد کو فکری، ذہنی اور جسمانی طور پر جہاد کے لئے تیار ہونا چاہیئے...... اور ہر وقت...... ان تینوں طرح کی تیاریوں میں

لگے رہنا چاہئے......حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے......قدم قدم پر جہاد کی تیاری کا سامان موجود ہے......مگر شرط یہ ہے کہ اس کا مزاج جہادی ہو...... جہادی مزاج کا آدمی...... جب بلی کو چوہے پر جھپٹتے دیکھتا ہے تو وہ......اس سے جہادی سبق حاصل کرتا ہے......اسی طرح جب وہ موچی سے جوتا بنوانے جاتا ہے تو......غور سے دیکھتا ہے کہ موچی کس طرح جوتا سی رہا ہے...... چنانچہ...... وہ اپنے ذہن میں سب کچھ بٹھا لیتا ہے......کیونکہ وہ جانتا ہے کہ...... جہاد میں اس کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے......اسی طرح وہ حجام اور قصائی کے ہاں سے بھی...... وہ سب کچھ سیکھتا ہے......جس کی ایک مجاہد کو ضرورت پڑ سکتی ہے......اگر اس کے محلے میں کسی انجینئر کا گھر ہے تو......وہ وقت نکال کر اس سے کمپاس کا استعمال......اور دیگر ضروری اشیاء سیکھ لیتا ہے......اگر پڑوس میں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں......تو وہ دوران سفر کام آنے والی......ادویات کے بارے میں کھڑے بیٹھے معلومات لیتا رہتا ہے...... پرانے لوگوں میں کچھ لوگ لاٹھی خنجر کے ماہر ہوتے ہیں...... جہادی مزاج والا آدمی......ان بزرگوں سے قصے سننے کی بجائے......کچھ نہ کچھ سیکھ لیتا ہے......عام دیہاتوں اور شہروں میں......کچھ سیدھے سادے لوگ......آسمانی ستاروں سے راستے کا اندازہ لگانے کے ماہر ہوتے ہیں...... یہ وہ صلاحیت ہے جس کی ایک مجاہد کو اشد ضرورت پڑتی ہے......اس لیے جب کچھ دن کے لئے گھر جائیں......تو فضول بیٹھنے کی بجائے......ان لوگوں سے استفادہ کریں......اسی طرح کچھ لوگ گھوڑے سدھانے میں ماہر ہوتے ہیں......ان سے مختصر ملاقاتوں میں......اس جہادی فن کی باریکیاں سیکھ لیں......جب بھی کہیں جانا ہو......بلا ضرورت گاڑی وغیرہ پر سوار نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ پیدل چلنے کی کوشش کریں...... جب گھر میں......کوئی جانور یا مرغی وغیرہ ذبح کرنی ہو تو......خود یہ کام کرنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کریں......گھر سے باہر نکلنے کے بعد......آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس چیز کا...... جہاد سے کیا تعلق ہے......اسی طرح گھر میں بیٹھے بیٹھے بھی جہاد کی تیاری کرتے رہیں...... مثلاً......عورتوں سے سلائی اور روٹی سالن پکانے کا طریقہ سیکھنا......ایک تختہ لگا کر اس پر چاقو زنی کی مشق کرنا......زمین کھودنے اور مورچہ بنانے کی تمرین کرنا......رسے کے ذریعے سے چھت پر چڑھنے کی مشق کرتے رہنا......آگ جلانے کے مختلف طریقے آزمانا......دیواروں پر چڑھنے کی کوشش کرنا......روزانہ جہاد کے موضوع پر تقریریں سننا......کچھ آیات واحادیث کا مطالعہ کر کے جذبہ جہاد کو زندہ رکھنا......دنیا کے نقشے......اسلامی

ممالک کے نقشے جغرافیے اور تاریخ کو......سمجھنے اور یاد کرنے کی کوشش کرنا......دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جہادی تحریکوں پر غور کرنا...... اور اپنے گھر والوں کو جہاد کے بارے میں بتلانا......مجاہدین کے واقعات سنانا......

اسی طرح ایک مجاہد کو...... ہر طرح کے آلات حرب...... آلات نشریات......خصوصاً ریکارڈنگ اور مواصلات وغیرہ کے آلات پر دسترس ہونی چاہیئے......اور ہو سکے تو کمپیوٹر بھی سیکھنا چاہیئے......اسی طرح......اسے اپنے اندر مسلسل کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے......اور فضول مجالس سے بچنا چاہیئے......

ایک جہادی مزاج رکھنے والے مجاہد کی...... بڑی نشانی یہ ہوگی کہ......وہ کم سے کم بولنے کی عادت......اپنے اندر پیدا کرے گا......اور صرف ضرورت کے وقت بولے گا...... یہ وہ عادت ہے کہ اگر مجاہد نے اسے اختیار نہ کیا......اور اپنی زبان کو کم بولنے اور ضرورت کے وقت بولنے کا عادی نہ بنایا تو وہ جہاد کی بلندیوں کو نہیں پا سکے گا...... بلکہ بعض اوقات تو وہ جہاد اور مجاہدین کے لئے مضر بن جائے گا......ایک مجاہد کے لئے لازمی ہے کہ......وہ صلاحیتوں کا حریص ہو......اور اپنے اندر ہر وہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرے...... جو اسے جہاد میں کام آ سکتی ہو......ہم نے اوپر اس کی ادنیٰ سی مثالیں ذکر کر دی ہیں......اور اصل مثالوں کو چھوڑ دیا ہے...... کیونکہ جس شخص کو جہادی مزاج نصیب ہو گیا......وہ خود ان باتوں کو سمجھ لے گا......

عزیز مجاہد دوستو!...... آج کی جنگ بہت پیچیدہ ہے...... ہمارا دشمن اگرچہ بزدل ہے......مگر مکار ہے...... دنیائے کفر اسلحے اور ساز و سامان سے لیس ہے......جبکہ ہمارے پاس وقت کی بھی کمی ہے......اور لڑنے والے افراد کی بھی...... ہمارے پاس اسباب بھی تھوڑے ہیں......اور آلات بھی......اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک مجاہد کے سینے میں مضبوط ایمان اور مضبوط دل ہونا چاہیئے......اور اس کی فکر آسمانوں سے بلند ہونی چاہیئے...... اس کے اندر پہاڑوں سے زیادہ مضبوط حوصلہ اور کردار ہونا چاہیئے......اور اسے ہر طرح کی جہادی صلاحیتوں سے...... مالا مال اور تقویٰ کے نور سے منور ہونا چاہیئے...... دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ......سب مجاہدین کو صحیح جہادی ذوق عطاء فرمائے......تب ان کی یلغار کو ان شاء اللہ کوئی نہیں روک سکے گا......

درس ۹

اسلحہ

جنت کا زیور یا دوزخ کا طوق

www.sanganoor.com

اسلحہ ہاتھ میں آتے ہی اگر احساس ذمہ داری بڑھ گیا...... بردباری اور برداشت میں اضافہ ہوا...... اپنوں کے لئے تواضع اور دردمندی آ گئی...... اور دل میں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ...... یہ اسلحہ غلط استعمال نہ ہو...... ورنہ بہت برا انجام ہو گا...... اور یہ نیت پختہ ہو گئی کہ یہ اسلحہ اسلام کی عظمت اور شوکت کے لئے ہے...... اپنوں پر ذاتی عظمت حاصل کرنے کے لئے نہیں...... اور یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے...... مسلمانوں پر ذاتی بالادستی حاصل کرنے کا نہیں...... اگر ایسا ہے تو اے مجاہد...... تیرا اسلحہ جنت کا زیور ہے...... تجھے اسلحہ مبارک ہو...... صد ہزار بار مبارک...... کیونکہ اب تیری پرواز کو بھی کوئی نہیں روک سکے گا...... اور تیری یلغار کو بھی......

لیکن اگر...... اسلحہ ہاتھ میں آتے ہی دل میں تکبر پیدا ہو گیا...... مسلمانوں کے سامنے چلتے وقت بھی چال بدل گئی...... لوگوں کو ڈرانے دھمکانے...... ستانے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا...... لوگوں پر ذاتی بالادستی کے لئے اسلحہ کی نمائش ہونے لگی...... پڑوسیوں اور رشتے داروں کو بھی معمولی گھریلو جھگڑوں پر...... برے انجام کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں...... اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت دل سے نکل گئی...... اور مسلمانوں پر عظمت پانے کا جنون سوار ہو گیا......

اگر ایسا ہوا تو...... اے اسلحہ بردار نام نہاد مجاہد یاد رکھ...... تکبر اللہ تعالیٰ کی چادر ہے...... جو اسے اوڑھنے اور چھیننے کی کوشش کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس کے ٹکڑے کر دیتا ہے...... اپنے انجام بد کی فکر کر...... تیری مائیں بہنیں کافروں کے ہاتھوں بے عزت ہو رہی ہیں...... اور تجھے ذاتی

حیثیت بنانے کی فکر لگی ہے...... اللہ سے ڈر...... توبہ کر...... ورنہ دنیا میں کسی بھی جابر کا انجام اچھا نہیں ہوا...... اور تیرا اسلحہ دوزخ کا طوق ہے......

اس امت میں سب سے پہلے...... جہاد کی خاطر اسلحہ حضرات صحابہ کرامؓ نے اٹھایا...... قرآن مجید نے ان کی صفت بیان فرمائی...... اشداء علی الکفار رحماء بینھم ...... یعنی وہ کافروں کے خلاف بہت سخت تھے...... جبکہ ایمان والوں کے لئے بے حد رحم دل تھے...... کفر ان کے خوف سے لرزتا تھا...... جبکہ اہل ایمان کی عزت اور جان و مال ...... ان کے ہاتھوں محفوظ تھا...... کافر سات پردوں میں چھپ کر بھی اسلام دشمنی کرتے...... تو صحابہ کرامؓ کے ہاتھ ان کی گردنوں کو ناپ لیتے تھے...... جبکہ اہل ایمان کے لئے موت کے لمحات میں بھی...... تلخی اور پیاس برداشت کرنا...... اور ان کے ہونٹوں تک پانی پہنچانا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے......

ایک مجاہد تبھی سچا مجاہد بن سکتا ہے...... جب اس میں بھی...... اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی لازمی صفت موجود ہوگی...... یاد رکھئے...... میدان جہاد میں کافر کو قتل کرنے کا ثواب جنت ہے...... لیکن کسی مسلمان کو قتل کرنا...... کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا اور خطرناک گناہ ہے...... ایک مجاہد کو چاہئے کہ وہ اپنے دل میں...... مسلمان کی عزت...... اور اس کے خون اور مال و حرمت کی قدر و قیمت کو...... اس طرح سے بٹھالے کہ...... اگر...... شیطان اسے گمراہ کر کے مسلمانوں کے خلاف لڑانا چاہے...... تو اس کا دل دھڑکنا بند کر دے...... اور اس کے بازو اٹھنے سے انکار کر دیں...... لیجئے...... قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ اور چند احادیث کو پڑھئے...... بار بار پڑھئے دل میں بسایئے اور خود کو گناہ عظیم سے بچایئے......

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہٗ جھنم خالداً فیھا وغضب اللّٰہ علیه ولعنه واعدله عذاباً عظیما۔ (النساء۹۳)

ترجمہ: ’’اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً (جان بوجھ کر) قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ کو اس میں رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے بڑی سزا تیار کرے گا......‘‘

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کو وصیت فرمائی: اے مسلمانو! خبردار تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن اس شہر اور اس مہینے کی حرمت ہے خبردار میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ (بخاری)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ (ترمذی)

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔ (ترمذی)

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آسمان وزمین کے (تمام) رہنے والے ایک مسلمان شخص کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ میں الٹ دے گا۔ (ترمذی)

(۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ سے بھی اعانت کی وہ اللہ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہو گا کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (ابن ماجہ)

اس موضوع پر قرآنی آیات اور احادیث بہت ہیں...... حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے...... خالق دینا ہال کراچی میں...... مقدمہ بغاوت کے دوران انگریز جج کے سامنے...... انگریز فوج میں...... مسلمانوں کی بھرتی کی حرمت پر دلائل دیتے ہوئے...... اس موضوع پر قرآن مجید کی چھ آیات...... اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چونتیس احادیث بیان فرمائیں...... حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی تصنیف...... ''اسیران مالٹا'' کے صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۵ پر حضرت شیخ الاسلام کا مکمل بیان نقل فرمایا ہے...... حضرت کی اس مدلل تقریر کا مقصد یہ تھا کہ کسی مسلمان کے لئے...... دوسرے مسلمان کو قتل کرنا...... زخمی کرنا...... یا اس پر ہاتھ اٹھانا حتی کہ گالی دینا تک جائز نہیں ہے...... جبکہ

انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر...... مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کے خلاف...... بلا جواز شرعی یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے...... چنانچہ...... انگریز کی فوج میں مسلمانوں کا بھرتی ہونا حرام ہے...... اس مسئلے کے لئے ہمارے اکابر نے سردھڑ کی بازی لگا دی اور قیمتی زندگیاں جیلوں میں گزار دیں...... مگر اب آہستہ آہستہ مسلمانوں کے دلوں سے اس مسئلے کی اہمیت نکلتی جا رہی ہے...... اور وہ خون مسلم کے جرم کی سنگینی کو بھولتے جا رہے ہیں...... تنظیمی جھگڑے ہوں یا علاقائی...... لسانی ہوں یا قومی...... ان سب میں مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جاتا ہے...... تنظیموں کی بنیاد تو شریعت پر رکھی نہیں جاتی...... مگر ان تنظیموں سے نکلنے کو شرعی بغاوت قرار دے کر...... اس کی شرعی سزا ''قتل'' کو جاری کر دیا جاتا ہے...... شخصیت پرستی پر اتنے مسلمان قتل کیے جاتے ہیں...... جن کا شمار مشکل ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... مجاہد کا کام تو اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ ہے...... مگر وہ بھی بعض اوقات سطحی نعروں کا شکار ہو جاتا ہے...... اور سیاسی لوگوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر...... اپنے مسلمان بھائیوں کا خون بہانے لگتا ہے...... تب وہ مجاہد نہیں رہتا...... بلکہ...... گندا قاتل بن جاتا ہے...... اور وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بننے کی بجائے...... اس زمین پر بوجھ بن جاتا ہے...... اور اسلام کی بجائے کفر کا مددگار بن جاتا ہے...... یہ جرم اتنا گندا ہے کہ اس میں ملوث انسان کی روح...... بالکل ناپاک ہو جاتی ہے اور...... انسانیت کی ساری صفات اس سے نکل جاتی ہیں...... ایک مسلمان کا ناحق قتل اتنا بڑا جرم ہے کہ آسمان بھی لرز جاتا ہے...... اس لیے لازمی ہے کہ...... مسلمانوں کو اصل جہاد سکھایا جائے...... تاکہ ان میں باہم محبت اور تواضع پیدا ہو...... اور ان کی قوت غضبیہ تمام کی تمام کفر پر استعمال ہو...... اور مسلمانوں کے لئے ان کے قلوب میں...... سوائے محبت کے اور کچھ باقی نہ رہے...... ٹریننگ دیتے وقت خاص طور سے...... اس موضوع کو اہمیت دی جائے...... اور مجاہدین کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ...... مسلمان کی طرف اسلحہ کا اشارہ کرنے سے بھی...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے...... (ترمذی)

اور حکم دیا ہے کہ مسلمان جب اسلحہ لے کر...... مسلمانوں کے درمیان سے گزرے تو اس کے دھار والے حصے کو پکڑ لے...... یعنی بند کر دے اور ڈھانپ لے...... (بخاری)

اسی طرح مجاہدین کی کمانڈری کا منصب...... صرف انہی افراد کے سپرد کیا جائے...... جو

دین کا علم رکھتے ہوں اور متقی پرہیزگار...... ذاکر وشاغل ہوں...... ورنہ کئی پرانے نامور مجاہدین جو اہل علم نہیں تھے محض اپنے تجربے کی بنا پر کمانڈر بنا دیئے گئے تو انہوں نے مسلمانوں کو ناحق قتل کیا...... افسوس کی بات یہ ہے کہ جہادی تنظیموں میں بھی...... کمانڈر بنانے کے بارے میں اس احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا...... بلکہ اب تو امارت بھی ان لوگوں کو دے دی جاتی ہے...... جن میں نہ تو دین کا علم ہوتا ہے نہ تقویٰ...... جو نہ اللہ سے ڈرتے ہیں...... اور نہ خون مسلم کی قدر وقیمت کو سمجھتے ہیں...... اور تو اور...... اہل حق کے عقیدے اور مسلک تک کو نہیں سمجھتے...... ماضی میں مجاہدین کے کمانڈر رہنے والے کچھ افراد نے...... جب قرآن وحدیث کے ان احکامات کو سنا...... جن میں مسلمان کے ناحق قتل کو کفر وشرک کے بعد سب بدترین جرم...... اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذریعہ قرار دیا گیا تو کہنے لگے...... کاش ہم کمانڈر نہ ہوتے...... کاش ہماری تنظیمیں صرف انہی افراد کو کمانڈر بنایا کریں...... جنہیں شرعی احکامات کا علم ہو...... جہادی تنظیموں کے لئے ضروری ہے کہ یا تو وہ ان افراد کو کمانڈر بنائیں ہی نہ جن کے پاس دین کا علم نہ ہو...... خواہ وہ تجربے اور بہادری کے کتنے ہی بلند مقامات تک کیوں نہ پہنچ جائیں...... اور اگر غیر علماء میں ایسے متقی اور باصلاحیت افراد مل جائیں...... جن کو کمانڈر بنانے میں جہاد اور مجاہدین کا فائدہ ہے تو ایسے افراد کو...... سال چھ ماہ کے لئے جہاد کے شرعی احکامات سیکھنے، یاد کرنے اور سمجھنے کے لئے وقت دیا جائے...... تاکہ انہیں اسلحہ کے استعمال کی حدود اور دیگر شرعی مسائل کا علم ہو جائے...... ان افراد کو اگر اسلحہ کی ٹریننگ کے لئے ماہر اساتذہ کے پاس بھیجنا جہاد کی ضرورت ہے تو...... شرعی مسائل سیکھنے کے لئے...... ماہر علماء کرام کی صحبت میں بھیجنا بھی جہاد کی اہم ضرورت ہے...... جس سے قطعاً غفلت نہیں کرنی چاہئے......

یاد رکھئے...... مجاہدین کی قیادت اور ذمہ داری پھولوں کی سیج نہیں...... کانٹوں بھرا راستہ ہے...... جہاد میں خون بہتا ہے...... اور اس کا حساب بلکہ اس کے قطرے قطرے کا حساب...... انہی قائدین سے لیا جائے گا......

کلکم مسئول وکلکم مسئول عن رعیتہ......

یہ وہ عہدہ نہیں ہے...... جسے مسکرا کر قبول کر لیا جائے...... بلکہ یہ وہ ذمہ داری ہے...... جسے اس وقت تک قبول نہیں کرنا چاہئے...... جب تک لوگ مجبور نہ کر دیں...... اور اگر مجبوراً یہ ذمہ

داری قبول کرنی پڑے ......تو پھر پوری کوشش کرنی چاہئے کہ...... کسی مسلمان کا خون ناحق نہ گرے......اور کسی کی جان ناحق ضائع نہ ہو...... جہاد سے اسلام کو عظمت اور مسلمان کو تحفظ ملتا ہے......قائدین کو ہمیشہ اس پر غور کرنا چاہئے کہ......ایسا ہو رہا ہے یا نہیں؟......اگر ایسا ہو رہا ہو تو اپنی محنت کو...... تیز تر کر دینا چاہئے ......لیکن اگر اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہو......اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان قتل ہو رہے ہوں تو ...... قیادت چھوڑ کر دوسرے اہل افراد کو سونپ دینی چاہئے......ورنہ قیامت کا دن زیادہ دور نہیں ہے......

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد

وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

۱۹/ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴/اگست ۱۹۹۸ء

یوم الجمعه

www.rangonoor.com

درس ۱۰

جہاد یا چکّی

قرآن مجید نے صرف جہاد کا حکم ہی نہیں دیا...... بلکہ...... جہاد کرنے کی تدبیریں بھی سکھائی ہیں......اور لڑائی کرنے کے گُر بھی بتائے ہیں...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جنگیں فرمائیں......اور جنگی حکمت عملی کی عظیم مثالیں قائم فرمائیں......اور ساتھ ساتھ زبانی طور پر بھی...... دشمن کو زیر کرنے کی تدبیریں اور طریقے امت کو سکھائے......قرآن وحدیث میں اس موضوع پر اس قدر مواد موجود ہے کہ...... اگر اسے جمع کیا جائے......اور اس کی تشریح وتوضیح کی جائے تو سینکڑوں صفحے لکھے جاسکتے ہیں...... ماضی میں اکابر امت نے اس موضوع پر لکھا اور حق ادا کرنے کی کوشش فرمائی...... آج کے اس مختصر درس میں......اس موضوع کی کچھ بنیادی باتیں بیان کی جانی ہیں......اور مقصد صرف یہ ہے کہ...... مجاہدین کا ذہن جہاد کے اس اہم پہلو کی طرف متوجہ ہو جائے......اور پھر وہ قرآن وحدیث کے سمندروں میں سے...... حضرات علمائے کرام کی رہنمائی میں...... اس موضوع کے انمول موتی چنیں......اور ایسی حکمت عملی سے جہاد کریں کہ ان کا دشمن زمین چاٹنے پر مجبور ہو جائے......اب آیئے اس موضوع کی بنیادی باتوں کی طرف......

قرآن وحدیث میں...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے غزوات وسرایا میں......اور فاتحین امت کی معروف جنگوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ...... مسلمان جب بھی میدان میں اترتا ہے......اس کی جنگ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ...... دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو......اور اپنا زیادہ سے زیادہ بچاؤ کیا جائے...... یہی وہ جنگ ہے جو قرآن نے سکھائی ہے...... یہی جنگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے...... مگر اب مسلمان اس بنیادی جنگی اصول کو بھولتے جارہے ہیں...... چنانچہ ان کا نقصان زیادہ ہو جاتا ہے......اور دشمن

کا قلع قمع بھی نہیں ہوتا......اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ...... پہلے جنگ کرنے والے اور جنگ کرانے والے سب لوگ خود میدانوں میں ہوتے تھے......اس لیے......سب مل کر اچھی حکمت عملی بناتے تھے...... جنگ کرانے والوں کو اپنے رفقاء کا خیال ہوتا تھا کیونکہ یہی رفقاء خود ان کی اور اسلام کی قوت ہوتے تھے...... چنانچہ جنگ کرانے والے ایسی حکمت عملی وضع کرتے تھے...... جس سے ان کے رفقاء کا کم سے کم نقصان ہو...... دوسری طرف جنگ کرنے والے جب یہ دیکھتے کہ ان کے جنگ کرانے والے......امیر، حاکم اور کمانڈران کے ساتھ ہیں......تو وہ پوری احتیاط سے لڑتے تھے......اور اپنے دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے تھے......تا کہ ان کے بڑوں پر کوئی آنچ نہ آئے......مگر اب نقشہ کوئی بناتا ہے...... جنگ کوئی اور کراتا ہے......اور لڑتا کوئی اور ہے......لیڈروں کے دلوں میں مجاہدین کی وہ قدر و قیمت نہیں رہی...... جو اسلام نے سکھائی اور سمجھائی ہے...... چنانچہ خون بہتا رہتا ہے......اور لیڈر حضرات پرانی ڈگر پر چکی چلاتے رہتے ہیں......صحابہ کرامؓ کے دور میں......جس لڑائی کے دوران مجاہدین کا نقصان زیادہ ہوتا تھا......خلیفہ اور امیر المؤمنین ......اپنے عمائدین کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھ جاتے تھے......ان کے چہروں پر تفکر اور دلوں پر غم چھا جاتا تھا......وہ کھانا پینا بھول کر اس بات پر غور کرتے تھے کہ...... آخر ہمارا زیادہ نقصان کیوں ہوا؟...... چنانچہ جنگی حکمت عملی پر غور کیا جاتا تھا...... پرانی حکمت عملی کو بدل دیا جاتا تھا......بعض اوقات میدان جنگ کے کمانڈر کو تنبیہ کی جاتی تھی......بعض اوقات اسے معزول بھی کر دیا جاتا تھا...... اس میں شک نہیں کہ......شہادت کی موت انہیں مرغوب تھی...... وہ اس موت کو دنیا کی سب سے لذیذ چیز سمجھتے تھے......اور ہر وقت اس کی تمنا رکھتے تھے......مگر وہ شہادت کی محبت میں......قرآن کے بیان کردہ......اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے جنگی طریقے کو نہیں بھولتے تھے...... چنانچہ ہر جنگ کی بھرپور تیاری کی جاتی تھی......تا کہ واعدوا لھم ما استطعتم کا قرآنی حکم پورا ہو......آپس میں طویل مشورے کیے جاتے تھے......اعلیٰ دماغ بیٹھ کر جنگی حکمت عملی وضع کرتے تھے......سب سے پہلے دفاعی لائن کو مستحکم کیا جاتا تھا......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان......الحرب خدعة (متفق علیہ)......(یعنی جنگ چال اور خفیہ تدبیر کا نام ہے) کے مطابق......طرح طرح کی جنگی چالیں اور تدبیریں طے کی جاتی تھیں......بعض اوقات مہینوں تک محاصرہ رکھا جاتا تھا......لشکر کے مختلف

www.rangonoor.com

حصے کر کے بعض حصے چھپا دیئے جاتے تھے...... گوریلا کارروائیوں کے ذریعے دشمن کے جنگی ماہرین کو قتل کرا دیا جاتا تھا...... بعض سرداروں کو جنگ سے پہلے اغواء کر کے...... پورے کے پورے علاقے بغیر جنگ کے حاصل کر لیے جاتے تھے...... ہر اگلی جنگ میں پچھلی جنگ کے برخلاف تدبیر اختیار کی جاتی تھی...... جاسوسوں کا جال پھیلایا جاتا تھا...... یہ سب کچھ اس لیے تھا...... تاکہ دشمن کا خوب نقصان ہو...... اور مسلمان محفوظ رہیں...... مجاہدین کی طاقت برقرار رہے...... ان حضرات کے سامنے اسلام کی سربلندی کا عظیم ہدف تھا...... جبکہ ان کی تعداد تھوڑی تھی...... اور ان کا دشمن ان سے سینکڑوں گنا طاقتور تھا...... مگر پھر بھی انہوں نے اس طرح کی جنگی تدبیریں اختیار کیں کہ...... صرف تیس سال کے عرصہ میں...... دنیا کی ساری سپر طاقتوں کو صفر کر کے...... وہ دنیا کی واحد سپر طاقت بن گئے...... اس میں شک نہیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی...... اس میں شک نہیں کہ ان پر تربیت محمدی کا اثر تھا...... مگر اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں...... جنگ کرنے کا وہ طریقہ سیکھ لیا تھا...... جس کی بدولت وہ تھوڑے وقت میں...... اپنا کم نقصان کر کے...... اپنے طاقتور دشمنوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے...... مگر آج صورتحال بدل چکی ہے...... آج کے قائدین اپنے رفقاء کی شہادت کی خبر...... کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے کھانے کی میز پر سنتے ہیں...... پھر بعد میں سر جوڑ کر بھی نہیں بیٹھتے...... بلکہ یہ کہتے ہیں کہ شہادت ایک نعمت ہے...... ہزاروں افراد کا خون بہہ جانے کے باوجود...... جنگی حکمت عملی تبدیل نہیں کرتے...... کیونکہ اس میں ان کے مفادات کو خطرہ ہوتا ہے...... اور ان کی شہرت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے...... چنانچہ کچھ دور بیٹھے لوگ کسی جگہ جنگ کی چکی چلا دیتے ہیں...... باقی لوگ دونوں ہاتھوں سے اس میں قیمتی جانیں ڈالتے جاتے ہیں...... چکی سے نکلنے والے خون کو...... اشتہارات اور رسائل کی سرخی بنایا جاتا ہے...... کسی کے دل میں ٹیس نہیں اٹھتی...... ایک میدان چھوڑ کر دوسرے میدان میں...... دشمن پر ضرب لگانے کا خیال تک نہیں آتا...... کیونکہ مرنے والے اور لوگ ہیں...... اور لڑائی کرنے والے اور...... چنانچہ آج بعض تحریکوں کو سالہا سال کا عرصہ گزر چکا ہے...... ہزاروں لاکھوں افراد کا قیمتی خون بہہ چکا ہے مگر...... چکی اسی طرح چل رہی ہے...... حالانکہ اگر بار بار حکمت عملی بدلی جاتی...... پینترے بدل بدل کر حملہ کیا جاتا...... ہاتھی کے پاؤں پر مارنے کی بجائے...... اس کے سر پر وار

www.rangnoor.com

کیا جاتا...... آمنے سامنے درجنوں افراد کو قتل کرانے کی بجائے...... خاص موقعوں پر ایک ایک فرد کی الگ قربانی پیش کی جاتی...... دشمن کی کمزوریوں کو سمجھا جاتا...... پھر ان کمزور مواقع پر وار کیا جاتا...... تو جو کام پانچ سو افراد کے شہید ہونے سے نہیں ہو سکا...... وہ پانچ افراد کے جان دینے سے ہو جاتا...... مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو سمجھا جائے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور طریقہ جہاد کو سمجھا جائے...... خود قائدین کو میدانوں میں مجاہدین کے ہمراہ اتارا جائے...... جہاد کا کنٹرول...... ایمان والوں کے ہاتھ میں رکھا جائے...... مجاہدین کے خون کی قیمت کو سمجھا جائے...... ہر دن اور ہر رات اپنی حکمت عملی پر غور کیا جائے...... تب جہاد...... جہاد ہوگا...... ورنہ چکی چلتی رہے گی...... اور کسی دن اس پر سیاسی سودے کا کاغذ چپکا کر...... شہیدوں کے خون پر مٹی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی......

www.rangonoor.com

درس ۱۱

تم لاوارث نہیں

تاریخ کے جھروکوں میں...... ماضی کی ان گنت تصویریں نظر آتی ہیں...... ان میں سے بعض تصویریں دھندلی ہیں...... جبکہ کچھ دوسری بے حد صاف اور شفاف ہیں...... آج جب حال...... ماضی کے ان آئینہ نما مناظر میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے تو...... وہ شرما کر رہ جاتا ہے...... یہ دیکھئے!...... یہ حال کی ایک تصویر...... جموں شہر میں دریائے توی کے کنارے...... مہاراجہ ہری سنگھ کے بدترین دور کی ایک بوسیدہ عمارت ہے...... اس عمارت کے ایک کمرے میں کچھ افراد...... زنجیروں میں جکڑے ہوئے...... اپنے نمبر کا انتظار کر رہے ہیں...... جبکہ ایک دوسرے کمرے میں آٹھ دس مشرک...... ایک بوڑھے مسلمان کے گرد جمع ہیں...... اس بزرگ کے کپڑے کمرے کے ایک کونے میں پڑے ہیں...... اور وہ بیچارہ شرم سے نگاہیں جھکا کر تھر تھر کانپ رہا ہے...... مشرک کبھی اسے مکوں پر لیتے ہیں تو...... کبھی...... لاتیں مارتے ہیں...... وہ بیچارہ کبھی ادھر گرتا ہے...... کبھی ادھر...... پھر ایک مشرک کا ناپاک ہاتھ اس کی سفید داڑھی کی طرف بڑھتا ہے...... ہاں وہ سفید داڑھی جس کا تحفظ مسلمانوں پر لازم تھا...... وہ سفید داڑھی جس سے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے...... مگر یہ حال کی تصویر ہے...... مشرک کا ہاتھ مسلمان بزرگ کی داڑھی نوچتا ہے...... داڑھی کے سفید بال اس کے ہاتھ میں آ جاتے ہیں...... بوڑھے کی آہیں، چیخیں اور سسکیاں ساتھ والے کمرے میں بیٹھے زنجیروں میں بند بے بس نوجوان...... سن رہے ہیں...... اور اپنے سر ٹانگوں میں چھپا کر رو رہے ہیں...... مشرک کی پیاس نہیں بجھتی...... وہ اس مسلمان بزرگ کے نازک مقامات پر تار باندھ کر کرنٹ دیتا ہے...... بوڑھا مسلمان...... مچھلی کی طرح تڑپتا ہے...... اس کی زبان سے اللہ اللہ کی صدائیں نکلتی ہیں...... پھر اس بوڑھے کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ کر...... اسے چھت کے ساتھ بندھے رسے سے لٹکا دیا جاتا ہے...... سارے

مشرک ہاتھوں میں چھڑیاں لے کر...... اس مسلمان بزرگ کے جسم پر داغ بناتے ہیں...... ایک دو نہیں درجنوں کالے سرخ داغ...... پھر کربناک چیخیں ہلکی پڑ جاتی ہیں...... بوڑھے جسم سے بہنے والا پسینہ اور خون...... زمین کو تر کر دیتا ہے...... بوڑھا بے ہوش ہو گیا اسے اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں ڈال کر دوسرے شکار کو...... کمرے کی طرف لے جایا جا رہا ہے...... اسے معلوم ہے تھوڑی دیر بعد اس پر کیا بیتنے والا ہے...... وہ جلدی جلدی اللہ کا ذکر کرتا ہے...... اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے...... کیونکہ اسے معلوم ہے کہ تھوڑی دیر بعد...... وہ کپڑوں اور پردے سے محروم کر دیا جائے گا...... تب اس حالت میں...... اللہ اور اس کے رسول کا نام زبان سے نہیں لے سکے گا...... یہ ایک چھوٹی سی تصویر ہے...... آج اس سے بہت زیادہ بھیانک تصویریں...... ہر طرف بکھری پڑی ہیں...... اب ذرا ماضی کی طرف نظر ڈالتے ہیں...... روم کا پر شوکت دربار ہے...... قیصر روم اپنے تخت پر بیٹھا ہے...... وزراء اور سپہ سالار ہاتھ باندھے کھڑے ہیں...... دربار میں ایک مسلمان قیدی پیش کیا جاتا ہے...... اس مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ اگرچہ وہ قیدی ہے...... مگر وہ ایک عظیم اور غیرتمند قوم کا فرد ہے...... ایسی قوم کا جو اپنے ایک ایک فرد کی اہمیت کو جانتی ہے...... چنانچہ اس قیدی نے قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے رومی بادشاہ کی ہر بات کا...... نہایت کھرا جواب دیا...... اور گردن تان کر اپنا مؤقف بیان کیا...... اس کی زبان سے ایسے الفاظ بھی بلا تکلف نکل گئے...... جو بظاہر قیصر روم کی بے ادبی سمجھے گئے...... چنانچہ ایک رومی جرنیل نے آگے بڑھ کر...... اس مسلمان کو ایک تھپڑ مار دیا...... اس مسلمان کے منہ سے آہ نکلی...... اور اس کے زبان سے یہ درد بھرے الفاظ نکلے...... اے معاویہؓ...... میرا اور آپ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا...... آپ ہمارے امیر ہیں...... اور ہم ضائع ہو رہے ہیں...... تاریخ میں لکھا ہے کہ...... مسلمانوں کے امیر حضرت معاویہؓ تک یہ الفاظ پہنچ گئے...... کیونکہ...... وہ نہ تو مسلمانوں سے غافل تھے...... اور نہ اپنے فرائض سے...... چنانچہ انہوں نے بیش بہا فدیہ بھجوایا...... اور اس قیدی کو آزاد کرا لیا...... اور اسی پر بس نہیں بلکہ...... اپنے ایک مایہ ناز کمانڈر کو بلوا کر حکم دیا کہ...... مجھے وہ جرنیل یہاں دمشق میں چاہئے...... جس نے اس مسلمان کے چہرے کی بے حرمتی کی ہے...... چنانچہ...... ایک مربوط پلان بنایا گیا...... خصوصی کشتی تیار کرائی گئی...... یہ کمانڈر کئی بار بیش بہا تحائف لے کر قسطنطنیہ گئے...... اور بالآخر حضرت امیر معاویہؓ کی تیار فرمودہ

حکمت عملی کامیاب ہوئی......اور......وہ مسلمان سپہ سالار اس رومی جرنیل کو باندھ کر......حضرت امیر معاویہؓ کے پاس لانے میں کامیاب ہوگئے......حضرت امیر معاویہؓ نے کھلے دربار میں...... اس مسلمان (سابق) قیدی کو حکم دیا کہ جس طرح اس جرنیل نے تمہیں تھپڑ مارا تھا......اسی طرح تم بھی اسے مارو......اور یاد رکھو اس سے زیادہ نہ مارنا......تاریخ نے وہ لمحہ محفوظ کرلیا جس میں مسلمانوں کے امیر برحق نے......ایک مسلمان چہرے کی حرمت......عزت......اور مقام پوری دنیا کو دکھایا......اور یہ ثابت کردیا کہ یہ چہرے......کافروں کے ہاتھوں مارے جانے کے لئے نہیں ہیں......رومی کے چہرے پر تھپڑ لگا...... مسلمانوں کے دلوں کو سکون ملا......اسلامی غیرت اور عزت دنیا بھر پر عیاں ہوگئی...... بعد میں حضرت امیر معاویہؓ نے اس رومی جرنیل کو...... تحفے تحائف دے کر واپس بھجوا دیا......اور رومی قیصر کے نام خط بھی دیا......جس میں یہ بھی لکھا...... اے روم کے فرمانروا......ہم لوگ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ تمہارے محل میں......تمہاری بغل میں بیٹھے ہوئے......تمہارے طاقتور جرنیل سے اپنے ایک مسلمان کا قصاص لیں...... بدلہ لیں...... یہ خط رومی فرمانروا نے پڑھا......اور خوف سے کانپنے لگا...... یہ ہے ماضی کی ایک ادنیٰ سی تصویر......ورنہ ماضی میں......ایسی خوبصورت تصویریں ہر طرف بکھری پڑی ہیں......کس کس تصویر کو دیکھیں......غزوہ بدر میں ان ستر مشرکوں کی لاشیں......جن کے ہاتھ مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے کے مجرم تھے......کاٹ دیئے گئے......اور جب ان میں سے بعض کو چھوڑ دیا گیا......تو قرآن مجید میں وعید نازل ہوگئی......حضرت بلالؓ کے ہاتھوں امیہ بن خلف کی ہلاکت......اور صحابہ کرامؓ کی جھوم جھوم کر مبارک باد......حضرت عثمان غنیؓ کے خون کی خاطر...... چودہ سو مقدس ہاتھوں کی کائنات کے سب سے مقدس ہاتھ پر موت کی بیعت......اور ان ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ......

ایک ایک مسلمان قیدی کی خاطر......لڑی جانے والی خوفناک جنگیں......اور ایک مسلمان خاتون قیدی کی پکار پر......اسی اسی ہزار کے لشکر جرار......اور پھر......قیدی بنانے والوں کی تڑپتی لاشیں......اور جلتی بستیاں......محمد بن قاسم کے لشکر......اور معتصم باللہ کی یلغار...... یہ ماضی کی وہ ان مٹ تصویریں ہیں......جنہیں آج کا شرمندہ حال......دیکھ بھی نہیں سکتا......کیونکہ اب بات ایک تھپڑ کی نہیں......بلکہ اب تو داڑھیاں نوچی جارہی ہیں......اور پاکیزہ چہروں کو آگ اور

لوہے سے داغا جارہا ہے...... ایک دو چہرے نہیں ہزاروں چہرے...... کشمیر میں ...... فلسطین میں...... چین میں...... سربیا میں...... یورپ اور امریکہ میں...... مگر کہاں گئے؟...... ان چہروں کے محافظ؟...... کہاں ہیں حضرت امیر معاویہؓ...... معتصم باللہ...... محمد بن قاسم...... اور دوسرے غیرتمند حکام...... امراء......

کل ایک بیٹی کی بات تھی...... مگر آج ان گنت بیٹیاں...... صرف چادر سے نہیں عصمت سے بھی محروم ہوکر...... موت مانگ رہی ہیں...... وہ زمین سے فریاد کرتی ہیں کہ اے زمین تو پھٹ جا...... تاکہ تیرے دامن میں ہمیں ذلت سے نجات ملے...... ممکن ہے ان کی دردناک فریاد سے زمین پھٹ جائے مگر مسلمان کا دل...... غفلت سے بیدار نہیں ہوتا...... اسلام نے جہاد میں قید ہونے والے افراد کو آزاد کرانے کے لئے...... کس قدر تاکید سے احکامات جاری فرمائے ہیں...... مگر کون ان احکامات کو پڑھے...... کون سمجھے...... کون عمل کرے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فکوا العانی (بخاری ص۴۲۸ ج۱)

یعنی قیدیوں کو چھڑاؤ...... حضرت امام قرطبیؒ...... اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں...... مسلمان قیدیوں کو چھڑانا...... مسلمانوں پر فرض ہے چاہے وہ لڑ کر چھڑائیں یا مال دے کر چھڑائیں...... حضرت امام مالکؒ...... فرماتے ہیں کہ اگر قیدیوں کے چھڑانے کے لئے...... سب مسلمانوں کو نکلنا پڑے تو سب نکل کھڑے ہوں...... اور کوئی آنکھ اس وقت تک آرام نہ کرے...... جب تک ان قیدیوں کو نہ چھڑا لیا جائے...... اور اگر تمام مسلمانوں کو اپنا سارا مال دے کر...... قیدی چھڑانے پڑیں...... اور مسلمانوں کے پاس...... ایک درہم بھی باقی نہ بچے تب بھی قیدی چھڑانے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے...... (احکام القرآن لابن العربی بحوالہ مشارع الاشواق ص۸۳۱ ج۲)

امام طبرانیؒ نے اوسط میں...... سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... جو شخص کسی قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا...... تو وہ قیدی میں ہوں...... یعنی گویا کہ اس نے مجھے چھڑایا...... (مشارع الاشواق ص۸۳۱ ج۲)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں...... میرے نزدیک ایک

مسلمان قیدی کو...... مشرکوں سے آزاد کرانا...... پورے جزیرۃ العرب سے زیادہ محبوب ہے......
(مشارع الاشواق ص ۱۳۱۸ ج ۲)

حضرات فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ...... اگر کفار اور مشرکین کسی مسلمان کو قید کر لیں...... تو یہ ایسا ہے جیسے انہوں نے مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیا ہے (انتہیٰ) یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ایک مسلمان کی عزت...... اللہ تعالیٰ کے ہاں کعبۃ اللہ سے بڑھ کر ہے اور اس کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بڑھ کر ہے...... (ترمذی ص ۲۳ ج ۲)

تو کیا کعبۃ اللہ کو بے حرمتی کے لئے...... کفار و مشرکین کے ہاتھوں میں چھوڑا جا سکتا ہے...... ہرگز نہیں...... ہرگز نہیں...... تو جب کعبہ کی کفار و مشرکین کے ہاتھوں بے حرمتی اور بے عزتی برداشت نہیں کی جا سکتی...... تو...... ایک مسلمان کی بے عزتی اور بے حرمتی...... مشرکوں کے ہاتھوں کس طرح سے برداشت کی جا سکتی ہے...... یہ نکتہ صرف وہی مسلمان سمجھتے ہیں...... جن کو اسلام کی سمجھ ہے...... اور جن کو مسلمان کا مقام معلوم ہے......

ان مسلمان قیدیوں کی رہائی کو...... اس لیے فرض قرار دیا گیا...... تاکہ پوری امت مسلمہ محفوظ ہو جائے...... اور مسلمانوں کی عزت اور مقام کفار کو معلوم ہو جائے...... یقیناً...... پوری قوم کی قیمت...... اس کے ایک ایک فرد کی قیمت سے پہچانی جاتی ہے...... مسلمان قیدی کوئی معمولی انسان نہیں...... بلکہ وہ بھی امت مسلمہ کا ایک معزز فرد ہے...... اور اس کا مقام یہ ہے کہ...... اللہ تعالیٰ نے اس کی آہ و پکار کو...... قرآن کی آیت بنا دیا ہے...... اور اس کی آہ و پکار کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو قتال کی ترغیب دی ہے......

ومالكم لا تقاتلون فى سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعلنا من لدنك وليا واجعلنا من لدنك نصيرا. (النساء ۷۵)

ترجمہ: ''اور تمہارے پاس کیا عذر ہے (تمہیں کیا ہو گیا ہے) کہ تم نہیں لڑتے اللہ کے راستے میں ان کمزوروں (مظلوموں) کی خاطر جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے

والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی کھڑا کیجئے اور ہمارے لے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج دیجئے۔''

ماضی کے مسلمانوں نے ...... قرآن مجید کی اس دعوت کو اور مظلوموں کی پکار کو سنا ...... اور وہ اس دعوت کے پیچھے چھپی اس حکمت کو بھی سمجھ گئے ...... چنانچہ ...... آج تاریخ میں ان بڑی بڑی جنگوں کا مفصل تذکرہ ہے ...... جو مسلمان مجاہدین نے اپنے مجاہد ساتھیوں کو دشمن کی قید سے چھڑانے کے لئے لڑیں ...... اور تاریخ میں ان مسلمان امراء کے نام ...... سنہری الفاظ سے مذکور ہیں ...... جنہوں نے صرف ایک ایک قیدی مرد یا عورت کے لئے اپنے اوپر آرام کو حرام کرلیا تھا ...... اور وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک انہوں نے ...... کعبہ سے مقدس حرمت کی حفاظت نہیں کرلی ...... اور بے حرمتی کا بدلہ نہیں لے لیا ...... چنانچہ انہی حالات کی وجہ سے ...... کفار کسی بھی مسلمان کو قیدی بنانے سے پہلے ...... ہزار بار سوچتے تھے ...... اور اسے ایذاء پہنچانے سے پہلے خود اپنے انجام سے خوفزدہ ہوجایا کرتے تھے ...... انہیں معلوم تھا کہ یہ افراد ...... لاوارث نہیں ہیں ...... بلکہ یہ اس امت کے افراد ہیں ...... جن کے ہاں ایک ایک فرد کی عزت کی خاطر ...... ہزاروں جانوں کو نچھاور کردینا معمولی بات ہے ...... مگر ...... آج مسلمانوں نے اس قرآنی دعوت کو نہیں سمجھا ...... اور نہ اس آہ کو سنا ہے جو انہیں قرآن مجید سنانا چاہتا ہے ...... چنانچہ آج ہزاروں جوانیاں جیل کی کال کوٹھڑیوں میں سسک رہی ہیں ...... ہزاروں جذبے مرجھا رہے ہیں ...... ایمانی جذبات آہستہ آہستہ ...... دم توڑ رہے ہیں ...... ان قیدیوں کو چونکہ لاوارث سمجھ لیا گیا ہے ...... اس لیے دنیا کا ہر ستم بلا دھڑک ان پر آزمایا جاتا ہے ...... تشدد کے نت نئے طریقے ...... ان پر آزمائے جاتے ہیں ...... کالی داڑھیاں سفید ہورہی ہیں ...... فولاد سے مضبوط حوصلے ...... ہتھکڑی اور بیڑی کے زنگ کے نیچے سسک سسک کر ...... دم توڑ رہے ہیں ...... جو اپنے گھروں میں سال بھر کی بچیاں چھوڑ کر آئے تھے ...... ان کی بچیاں اب جوانی کو دستک دے کر ...... اپنے اس باپ کی کمر توڑ رہی ہیں ...... جو کل تک خود بہنوں کا محافظ تھا ...... جیلوں، قید خانوں اور عقوبت خانوں میں ایمان کش جراثیم پھیلا کر ...... ان فولاد صفت مجاہدین کو تباہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں ...... تاکہ ...... یہ نہ دنیا کے رہیں نہ آخرت کے ...... یہ قیدی آخر کون ہیں؟ ...... یہ کس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ ...... ان کا تعلق کس امت سے ہے؟ ...... یقیناً کسی کو یہ

سوچنے کی فرصت نہیں ہے......

کوئی حکومت انہیں اپنا شہری ماننے کے لئے تیار نہیں ہے...... بلکہ ہر کوئی ان سے اظہار برأت کرتا ہے...... تنظیمیں اوران کے ذمے داران کو بھلا چکے ہیں...... کیونکہ یہ لوگ اب ان کے لئے عضو معطل بن چکے ہیں...... ایسے وقت میں یہ قیدی......سوائے آسمان کے اور کس طرف دیکھیں......اگر دنیا انہیں...... لاوارث ہونے کا طعنہ دیتی ہے تو وہ کیا جواب دیں؟......اس میں شک نہیں کہ یہ ایک دردناک پہلو ہے......اور بعض بلکہ اکثر قیدیوں نے......اس پہلو پر سوچنا شروع کردیا ہے......وہ ماریں کھا رہے ہیں......اور اندر اندر سے گھل رہے ہیں......انہیں ہر سو اندھیرا نظر آرہا ہے......اور اب وہ راتوں کو افسوس بھری آہیں......جی ہاں سرد آہیں بھرتے نظر آتے ہیں...... حالانکہ...... یہ سب کچھ ان کے لئے خطرناک ہے...... کاش کوئی آگے بڑھے...... فاصلے توڑے......اور ان قیدیوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دے کہ گھبرانے اور مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے......

ولا تایئسوا من روح اللّٰہ انہ لا یایئس من روح اللّٰہ الا القوم الکٰفرون۔ (یوسف ۸۷)

ترجمہ: ''اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہوں۔''

کاش کوئی ہمت کرے......اور مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک دنیا بھر کے عقوبت خانوں میں بند......ان عظیم مجاہدین کو یہ پیغام پہنچا دے کہ......تم مایوس نہ ہو...... مایوس تو تمہارے دشمنوں کو ہونا چاہئے......تمہیں تو شکر ادا کرنا چاہئے کہ......تم مسلسل اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہو......اور گھر لوٹنے تک اللہ تعالیٰ تمہارا ضامن ہے......

اے اسلام کے محافظو!......ان جیلوں اور تشدد خانوں کو نیا نہ سمجھو......تمہارے آقا...... ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے......مکہ کے عقوبت خانوں میں کونسا تشدد نہیں سہا......اے ماریں کھا کر چیخنے پر مجبور نوجوانو!......وہ سامنے بلال رضی اللہ عنہ حبشی کو دیکھو...... جس کے سینے پر پتھر ہے......اور نیچے آگ کی طرح گرم ریت......وہ دیکھو......خباب رضی اللہ عنہ کی کمر انگاروں پر جل رہی ہے...... چربی پگھل رہی ہے......وہ دیکھو......تمہاری اماں عظیم

صحابیہ...... زنیرہؓ کی آنکھیں نکالی جا رہی ہیں...... اور اماں سمیہؓ کے ٹکڑے ہو رہے ہیں...... وہ سب کچھ...... مسکرا مسکرا کر سہہ رہی ہیں...... تم بھی ان سے تھوڑی سی سکون بھری مسکراہٹ سیکھ لو...... وہ ذرا طائف کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھو...... پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے بدن سے لہو بہہ رہا ہے...... اور جوتوں میں جمع ہو رہا ہے...... ارے...... شمع نبوت کے عاشقو! جب تمہیں بھی کوئی کنکر لگے تو...... طائف کے پتھر یاد کر لیا کرو ؎

جو لگتا ہے کوئی کنکر بدن پر دین کی خاطر
تو دل کو وادی طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

تم...... دنیا کے لوگوں کی طرف نظریں کیوں لگائے بیٹھے ہو؟...... توبہ کرو...... استغفار کرو...... تم راہ خدا کے مسافر...... اللہ تعالیٰ کے مہمان...... اور راہ عشق کے معتکف ہو...... تمہیں کیا ضرورت ہے انسانوں کی...... اگر تمہیں دنیا کی حکومتیں اپنا شہری تسلیم نہیں کرتیں تو نہ کریں...... تم ان حکومتوں پر تھوک دو...... تم تو اللہ کے مجاہد ہو...... تمہارا نام آسمانوں پر جنت کے محلات پر اور حوروں کے دلوں میں لکھا ہوا ہے...... تمہیں کیا ضرورت ہے کہ حکومتی فائلوں میں تمہارا نام آئے...... خدارا...... عظیم ہو کر چھوٹی باتیں مت کرو...... یہ جیل خانے وہ بھٹیاں ہیں...... جہاں سے تم نے کندن بن کر نکلنا ہے...... تم اپنے آپ کو ضائع مت کرو...... اور حالات کے حوالے نہ کرو...... یہ سچ ہے کہ تم پر سخت آزمائش ہے...... لیکن یہ قبر کے عذاب اور آخرت کی رسوائی سے زیادہ سخت نہیں ہے...... اگر اللہ تعالیٰ تمہیں اس آزمائش کے بدلے...... قبر کی راحت...... اور آخرت کی عزت دے دے...... تو کیا یہ سودا سستا نہیں ہے؟...... اپنی رہائی کی خاطر...... انسانوں سے بھیک نہ مانگو!...... انسان تمہیں کچھ نہیں دے سکتے...... رہائی کا وقت مقرر ہے...... جس طرح قید اچانک آئی ہے...... اگر رہائی مقدر ہوئی تو وہ بھی تمہارے پاؤں چاٹ کر آئے گی...... اور اگر نہ آئی تو کونسی محرومی ہے...... اگر امام اعظم ابوحنیفہؒ کا جنازہ جیل سے اٹھ سکتا ہے تو تم اس سعادت کی تمنا کیوں نہیں رکھتے ہو...... کیا تم بھول گئے کہ...... تم جہاد میں نکلے تھے...... اور جہاد کی موت کس قدر عظیم نعمت ہے...... یہ موت خود ایک رہائی ہوگی...... اور تم...... یعنی تمہاری روح...... ان اونچی دیواروں...... لوہے کی سلاخوں...... بیڑیوں اور ہتھکڑیوں سے...... مسکراتی ہوئی آزاد ہو جائے گی...... دشمن دیکھتے رہ جائیں گے...... اور تم اعلیٰ

علیین کی طرف پرواز کر جاؤ گے...... یہ موت بظاہر...... بے کفن بے دفن......محرومی والی موت نظر آ رہی ہے......لیکن یقین جانو یہ عاشقوں والی موت ہے...... عاشقوں کے جنازے ایسے ہی ہوتے ہیں...... اور اس میں جو لطف ہے...... وہ اس موت میں کہاں؟......جس میں ...... بظاہر......کفن دفن کا معقول انتظام نظر آتا ہے......اے اللہ کے پیارو......اللہ تعالیٰ کو تم اچھے لگے ......اس نے تمہیں اپنے راستے میں روک لیا...... اس نے تمہیں موقع دیا کہ تم خوب استغفار کرلو......اپنی کمی کوتاہیوں کو دور کرلو......اپنی ظاہری باطنی تعمیر کرلو......مگر تم احساس محرومی میں پڑ کر خود کو ضائع کرنے پر تلے ہو......یاد رکھو......اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ اس موقع سے جو فائدہ اٹھائے گا......وہ دنیا آخرت کے خزانے لوٹے گا......تم اپنے آپ کو لاوارث مت سمجھو......اللہ تمہارا وارث ہے......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پڑھو اور خوشیاں مناؤ......جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ارشاد فرمایا کہ......جس کا کوئی وارث نہیں......اللہ اور اس کا رسول......اس کے وارث ہیں۔(ترمذی ص ۳۰ ج ۲)

اگر تمہیں اللہ کے راستے میں قید کی سعادت کا اندازہ لگانا ہے تو......عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس خط کے ہر لفظ کو غور سے پڑھو......جو انہوں نے روم میں قید کچھ مسلمانوں کے نام لکھا تھا......

''امابعد......معاذ اللہ تم لوگ خود کو قیدی شمار کر رہے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ تم تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں روکے ہوئے افراد ہو......خوب جان لو کہ میں جب بھی اپنی رعایا میں کچھ تقسیم کرتا ہوں تو تمہارے گھر والوں کو دیگر افراد سے زیادہ اور اچھا حصہ دیتا ہوں...... میں نے تمہارے پاس اخراجات کے لئے فلاں بن فلاں کے ہاتھ کچھ رقم بھیجی ہے......اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ ظالم رومی راستے میں روک لیں گے تو میں تمہارے پاس اور زیادہ بھیجتا...... باقی میں نے فلاں بن فلاں کو مال دے کر بھیج دیا ہے تاکہ وہ تم میں سے ہر فرد کا فدیہ دے کر تمہیں قید سے چھڑا لے......پس تمہارے لیے خوشخبری ہے پھر سن لو تمہارے لیے خوشخبری ہے......والسلام

درس ۱۲

حضرت ایوبیؒ کا راستہ

جہاد کے بارے میں کچھ بحثیں اور بھی ہیں......جن سے عام مسلمانوں کو......اور مجاہدین کو بچنا چاہیئے...... کیونکہ ان باتوں میں رائے دینا......اور بحث کرنا......حضرات علمائے کرام کا کام ہے......ایک مسلمان کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ...... جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے جہاد سکھایا ہے......قرآن مجید کی سینکڑوں آیات......اور ہزاروں احادیث میں جہاد کی اہمیت اور فضائل کو بیان کیا گیا ہے...... اور ایک مسلمان کو اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ...... جہاد سے جنت ملنے کا وعدہ......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے ...... اور اللہ اور اس کے رسول سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے؟......ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ......اسلام کی عظمت کے لئے محنت کرے......اگرچہ اسے اس کیلئے اپنا سر کٹوانا پڑے......ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے درد کو محسوس کرے...... کیونکہ...... تمام مسلمان ایک جسم...... اور ایک عمارت کی طرح ہیں...... یہ سارے وہ حقائق ہیں...... جو ہر مسلمان کو آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں......اور اگر وہ ان حقائق کو مدّنظر رکھتا ہو تو پھر......تاریخ میں اس مسلمان کو کبھی...... محمد بن قاسم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے......تو کبھی صلاح الدین ایوبیؒ کے نام سے......کبھی یہ مسلمان طارق بن زیاد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے......تو کبھی محمد شاہ فاتح کی شکل میں ...... یہ مسلمان کبھی حافظ ضامن شہیدؒ کی صورت میں ...... کفر پر بجلی بن کر گرتا ہے......تو کبھی دنیا اسے ملا محمد عمر مجاہد کی شکل میں دیکھتی ہے...... یہ سب لوگ کون ہیں؟...... یہ نہ تو انبیاء ہیں...... نہ صحابہؓ......اور نہ یہ بہت بڑے علماء تھے......اور نہ مشہور دانشور......مگر ان لوگوں نے......مندرجہ بالا سیدھے سادے مگر مضبوط حقائق کو سمجھا......اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم پورا کرنے......اسلام کو عظمت

دلانے ......اور مظلوم مسلمانوں کے تحفظ اور جنت کی طلب میں ......میدانوں میں نکلے......ان لوگوں نے ......اللہ تعالیٰ کی بات کو اہمیت کے ساتھ قبول کیا...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قابل رشک اہمیت عطاء فرمائی ......انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کیا......تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے کام لے لیا......انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جان و مال کا سودا کیا......اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جان اور ان کے عمل کو قیمتی بنادیا...... چنانچہ کوئی ان میں سے بیت المقدس کا فاتح بنا تو کوئی قسطنطنیہ کا......کہیں بھی تاریخ میں نہیں لکھا کہ یہ لوگ...... جہاد کے بارے میں یہی بحث کرتے رہے کہ...... جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ...... یہ لوگ کبھی اس مسئلے میں نہیں الجھے کہ......اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے......ان لوگوں نے کبھی اس بات میں پڑنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ...... جہاد حسن لعینہ ہے یا حسن لغیرہ؟......ان لوگوں نے کبھی یہ مسئلہ نہیں اٹھایا کہ...... جہاد اکبر کون سا ہے اور جہاد اصغر کون سا...... بلکہ ان لوگوں نے...... اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو اکبر ہی سمجھا کیونکہ......وہ اللہ اکبر کے قائل تھے......انہوں نے......اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ فریضے کے بارے میں......قیل وقال کرنے کی بجائے......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے طریقے پر عمل کیا......انہیں معلوم تھا کہ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ یہ ہے کہ جہاد کا حکم ملتے ہی آپ بلا تاخیر میدانوں کی طرف نکل پڑے...... حالانکہ......آپ سے زیادہ قیمتی جان کسی کی نہ تھی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے......۲ ہجری میں جہاد کا حکم الٰہی سنا اور پھر ۱۰ ہجری تک یعنی تقریباً آٹھ سال میں......ستائیس جنگوں میں حصہ لے ڈالا......اور اس دوران......مزید چھپّن لڑائیوں کے لئے......صحابہ کرامؓ کو بھیج دیا...... حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت سب سے قیمتی تھا......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......اگر مجھے......ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا......جو غزوے سے پیچھے رہ جاتے ہیں......اور میرے پاس انہیں ساتھ لے جانے کے لئے اسباب نہیں ہوتے......تو میں ہر جنگ میں خود نکلتا (بخاری)......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خود نکلتے تھے......تو سب سے آگے بڑھ کر مقابلہ فرماتے تھے......اور جب لشکر بھیجتے تھے تو تمام تر توجہات کے ساتھ اسی کی فکر میں رہتے تھے......اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار شہادت کی تمنا فرماتے تھے (بخاری)...... یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا...... جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال

کا تعلق ہے تو...... آپ نے جہاد کی فضیلت میں اتنا کچھ بیان فرما دیا ہے کہ...... آج تک امت اس کی مکمل تشریح و تفسیر کا حق ادا نہیں کر سکی...... اور آپ نے جہاد کے بارے میں اتنا کچھ سکھا اور...... سمجھا دیا ہے...... جو امت کے لئے قیامت تک کفایت کرے گا...... جہاں تک صحابہ کرامؓ کا معاملہ ہے تو ان کا شوقِ جہاد...... اور ذوقِ شہادت...... کسی مسلمان سے مخفی نہیں ہے...... ان میں سے...... جنہیں قرآن مجید نے معذور کہہ دیا تھا...... وہ بھی میدانوں میں نظر آتے تھے...... کیا عورتیں، کیا بچے، کیا بوڑھے، کیا جوان، کیا معذور، کیا صحت مند، ہر کوئی جہاد کی طرف یوں دوڑ رہا تھا...... جس طرح اونٹنی کا بچہ بھوک کی حالت میں ماں کی طرف دوڑتا ہے...... ان لوگوں کے جہاد کے ساتھ والہانہ تعلق کا یہ عالم تھا کہ جہاد میں جانے کے لئے نہیں...... بلکہ...... بعض افراد کو دوسرے دینی کاموں کی خاطر...... روکنے کی خاطر...... امیر المؤمنین کو ترغیب دینی پڑتی تھی...... ان لوگوں کے جہاد کی طرف...... دوڑنے کا یہ عالم تھا کہ...... پیچھے کے سارے معاملات ٹھپ ہو جانے کا خطرہ ہو جاتا تھا...... کیونکہ...... وہ لوگ جہاد کو جان چکے تھے...... اور اچھی طرح پہچان چکے تھے...... جس طرح آج ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ...... میں دو روپے کی روٹی خرید سکتا ہوں...... ان لوگوں کو اس سے بڑھ کر یقین تھا کہ جہاد سے اسلام کو عظمت...... اور مجاہد کو جنت ملتی ہے...... وہ یوں سمجھتے تھے کہ سامنے جنت کا میدان سجا ہوا ہے...... چنانچہ وہ پیچھے رہنے کو نہ تو گوارا کرتے تھے...... اور نہ برداشت،...... تب ضرورت پڑتی تھی کہ پیچھے کے معاملات چلانے کے لیے کچھ افراد کو روک لیا جائے...... چنانچہ...... ان کو روکنے کے لئے دلائل دینے پڑتے تھے...... اور سمجھایا جاتا تھا کہ جہاد فرض کفایہ ہے...... اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ...... کافروں نے ہم پر حملہ نہیں کیا...... اور نہ ہمارے کسی علاقے پر قبضہ کیا ہے...... اگر ایسا ہوتا...... تو پھر...... جہاد فرض عین ہو جاتا...... پھر ہم آپ کو نہ روکتے...... مگر اب تو ہم خود حملہ آور ہیں...... اس لیے کچھ لوگوں کو پیچھے بھی رہنا چاہئے...... کچھ لوگوں کو علم کی تحصیل میں بھی مشغول ہونا چاہئے...... کچھ لوگوں کو امور سلطنت میں تعاون کے لئے رکنا چاہئے...... چنانچہ روکنے کے لئے دلائل جمع کیے جاتے تھے...... امیر صاحب رکنے کا حکم دیتے...... تب جا کر بعض لوگ کچھ عرصہ کے لئے وقتی طور پر امیر کی اطاعت میں رک جاتے تھے...... مگر اب معاملہ الٹا ہو گیا ہے...... اکثر مسلمانوں سے جہاد کی حقیقت اور اہمیت پوشیدہ

ہوگئی ہے...... چنانچہ آج لوگوں کو جہاد میں نکالنے کے لئے دلائل دینے پڑتے ہیں...... اور مختلف طریقوں سے سمجھانا پڑتا ہے...... مگر پھر بھی بعض مسلمان...... گھر میں بیٹھ کر ان الجھنوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ...... جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟...... اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے؟...... جہاد اکبر کیا ہے؟...... اور جہاد اصغر کسے کہتے ہیں؟...... ان بحث کرنے والوں کو نہ تو قرآن کی جہادی آیات سے غرض ہے...... نہ ہزاروں احادیث سے...... ان کو نہ اپنی جنت کی فکر ہے اور نہ مسجد اقصیٰ کی آزادی کی...... انہیں نہ بابری مسجد کا غم ہے...... اور نہ بوسینیا کے مظلوم شہداء کا...... چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو...... اہمیت نہیں دی...... اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں فضولیات میں چھوڑ دیا ہے...... ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے اور حکم کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانا...... اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی...... انہیں بے قدر کر دیا ہے...... چنانچہ یہ لوگ نہ اسلام کے لئے کچھ کر سکے ہیں...... نہ مسلمانوں کے لئے......

اس لیے...... اے مجاہد بھائیو!...... اس مبارک راستے میں قدم رکھنے کے بعد ان بحثوں میں نہ پڑنا...... یہ صرف راستہ روکنے والی...... اور شبہات میں ڈالنے والی بحثیں ہیں...... اللہ تعالیٰ حضرات فقہاءِ کرام کو جزائے خیر دے کہ...... انہوں نے ان بحثوں کا فیصلہ بہت پہلے قرآن وسنت کی روشنی میں فرما دیا ہے...... چنانچہ اب ہمارا کام عمل کرنا ہے...... نہ کہ بحث میں الجھنا...... اس لیے جب بھی کوئی مسئلہ پیش آئے فوراً پختہ علم رکھنے والے حضرات علماء کرام سے معلوم کرلیں...... اور خود ان حقائق کو سامنے رکھ کر میدان عمل میں بڑھتے رہیں...... جن حقائق کو حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے...... اپنے سامنے رکھا تھا......

درس ۱۳

ایک اور محاذ

جہاد میں...... کفار و مشرکین کے خلاف قتال ہوتا ہے...... اور قرآن مجید نے بتایا ہے کہ...... یہ لوگ شیطان کے اولیاء یعنی ساتھی ہیں...... ارشاد باری تعالیٰ ہے......

فقاتلوا اولیاء الشیطٰن ان کید الشیطٰن کان ضعیفا (النساء ۷٦)

ترجمہ: ''پس تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو بے شک شیطان کی تدبیر کمزو ہوتی ہے''

اسی طرح وہ منافقین جو ہر دور میں کفار و مشرکین کے شانہ بشانہ رہتے ہیں...... اور انہوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ شدید نقصانات پہنچائے ہیں ان کے بارے میں...... قرآن مجید کا انکشاف ہے کہ وہ لوگ شیطان کی جماعت ہیں......

اولٓئك حزب الشیطٰن

ترجمہ: ''یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں''

معلوم ہوا کہ مجاہد کی لڑائی ...... شیطانی لشکر ...... شیطانی گروہوں ...... اور شیطان کے یاروں سے ہوتی ہے...... جبکہ مجاہدین کو قرآن مجید نے حزب اللہ...... اولیاء اللہ...... اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قرار دیا ہے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے ساتھ قرآن مجید میں جگہ جگہ نصرت کا وعدہ فرمایا ہے...... اور ماضی میں اپنی نصرت کے واقعات ...... اور طریقہ کار بیان فرما کر...... مجاہدین کے حوصلے بڑھائے ہیں...... مگر شیطان ...... میدان جہاد میں لڑائی کے وقت اپنے اولیاء کی مدد کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا...... وہ صرف انہیں بھڑکا کر میدان میں لے آتا ہے...... اور خود میدان سے بھاگ جاتا ہے......

نکص علی عقبیه وقال انی برٓیءٌ منکم انی اری مالا ترون انی اخاف

اللّٰہ واللّٰہ شدید العقاب (انفال ۴۸)

ترجمہ: ''تو وہ الٹے پاؤں بھاگا، کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔''

میدان جہاد وہ مقدس میدان ہے...... جہاں شیطان کا بس نہیں چلتا...... اور وہ خواہش کے باوجود...... نہ تو اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکتا ہے...... اور نہ مسلمانوں کا کچھ بگاڑ سکتا ہے...... ملا اعلیٰ کی طرح میدان جہاد کے راستے بھی...... شیطان کے لئے بند کردیئے گئے ہیں...... چنانچہ وہ بہت دور سے...... میدان جہاد کا منظر دیکھتا ہے...... اپنے ساتھیوں کو مرتا دیکھتا ہے...... مگر انہیں بچا نہیں سکتا...... اور شیطان، ایمان والے مجاہدین کو شہادت پا کر جنت کی طرف جاتے دیکھتا ہے...... مگر ان کو گمراہ نہیں کرسکتا...... وہ دور بیٹھ کر آہیں بھرتا ہے...... لیکن وہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ...... کب یہ مجاہد میدان جہاد سے باہر نکلے گا...... چنانچہ جب مجاہد میدان جہاد سے باہر نکلتا ہے تو شیطان اپنے اولیاء کا انتقام لینے کے لئے...... اس مجاہد پر ہر طرف سے حملہ آور ہوتا ہے...... اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ...... اس مجاہد کو برائیوں میں ڈال دے...... اور اس کے دل میں بزدلی اتار دے...... تا کہ...... وہ آئندہ میدان جہاد میں نہ نکل سکے...... شیطان کے یہ حملے بہت شدید ہوتے ہیں...... اسی لیے مشہور ہے کہ...... میدان جہاد سے واپسی پر شیطان کے حملوں سے بچنا...... اور جہاد کی نیت پر ڈٹے رہنا جہاد اکبر ہے...... شیطان...... مجاہد کے سامنے دنیا بھر کے فتنے پیش کرتا ہے...... اور مجاہدین میں باہم تفرقے ڈالتا ہے...... جان دینے کا جذبہ رکھنے والے ان جانبازوں کو...... عہدے اور کرسی جیسی حقیر چیز پر لڑاتا ہے...... حوروں کے ان عاشقوں کو ناپاک شہوتوں میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ جان و مال کا سودا کر کے...... جنت کے ان خریداروں کو...... دنیا کے حقیر مال کی محبت میں مبتلا کرتا ہے...... چونکہ شیطان ان مجاہدین کو...... اپنا دشمن سمجھتا ہے...... اور ان کے جہاد کو اپنے مشن کی ناکامی سمجھتا ہے...... اس لیے وہ ایک پل آرام سے نہیں بیٹھتا...... اور پینترے بدل بدل کر حملہ کرتا ہے...... لیکن...... قرآن مجید کا اعلان ہے کہ شیطان کے حملے...... جس قدر خطرناک کیوں نہ ہوں...... وہ کمزور اور لچر ہوتے ہیں...... چنانچہ اگر مجاہد اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مضبوط رہے...... اور میدان جہاد سے واپسی پر......

اپنے اعمال اور معمولات کی حفاظت کرے...... جیلوں دفتروں اور گھر میں رہ کر بھی نیکی اور تقوے پر گامزن رہے...... اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرے...... تو شیطان جس طرح...... میدان جہاد میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا تھا...... اسی طرح دفتر میں اور گھر میں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا...... ایک مجاہد کے لئے لازم ہے کہ وہ اس سودے کو یاد رکھے...... جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے...... یعنی جان اور مال دیکر جنت خریدنے کا سودا...... اگر وہ اس سودے کو یاد رکھے گا تو مال اور عہدے کی محبت سے محفوظ رہے گا...... جب بعض صحابہ کرامؓ نے کچھ عرصہ کے لئے جہاد چھوڑ کر...... اپنے گھر بار کی اصلاح اور تجارت کی بحالی کا خیال دل میں لایا تو قرآن مجید نے انہیں فرمایا:

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (البقرۃ ۱۹۵)

یعنی جہاد چھوڑ کر خود کو ہلاکت میں مت ڈالو...... اسی طرح ایک مجاہد پر لازم ہے کہ...... وہ جہاد کے عظیم ہدف کو سامنے رکھے...... تب وہ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑے گا...... اور پیاز ٹماٹر پر لڑنے سے اسے شرم آئے گی...... اسی طرح ایک مجاہد پر لازم ہے کہ...... وہ یہ بات یاد رکھے کہ...... جہاد ایک فرض اور ایک عبادت ہے...... اور عبادت میں...... مروجہ سیاست نہیں چل سکتی...... نمازی مسجد میں ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں...... یہ ان پر لازم ہے...... وہاں اگر نمازی آپس میں...... تو تو، میں میں شروع کر دیں تو کتنا برا منظر ہوگا...... اسی طرح جہاد بھی عبادت ہے...... اس میں ایک امیر ہوتا ہے...... اور باقی مقتدی یعنی مامور...... اور ہر شخص کی یہ غرض ہوتی ہے کہ میں اچھے سے اچھا جہاد کروں...... تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو...... اسلام غالب ہو...... مظلوموں کو تحفظ ملے...... شریعت کی تنفیذ ہو...... اور میں جان و مال دے کر اللہ تعالیٰ کو خوش کر دوں......

جب جہاد ایک مقدس عبادت ہے تو اس میں...... نئے پرانے کے جھگڑے...... عہدوں کے جھگڑے، علاقائی یا لسانی نعرے...... اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کے مناظر...... اچھے نہیں لگتے...... بلکہ یہ ساری باتیں...... مجاہد کے جہاد کو مشکوک بنا دیتی ہیں...... اور یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ...... کہیں اس کا اجر ضائع نہ ہو جائے...... یاد رکھئے...... جہاد جیسا عظیم عمل اس لیے نہیں ہوتا کہ...... چند سال اس میں گزارنے کے بعد خود کو پرانا مجاہد کہلوا کر حقوق کا مطالبہ کیا

جائے...... یا اپنی ناقدری پر لوگوں کے سامنے آہیں بھری جائیں...... یا اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں طلب کیا جائے...... جہاد تو اتنا قیمتی عمل ہے جس کا بدلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا......اور میدان جہاد میں...... دوران جنگ ایک گھڑی...... اتنی قیمتی ہے کہ پوری دنیا کے مال واسباب کے بدلے......اسے نہیں خریدا جا سکتا...... بلکہ اس گھڑی کی بدولت دوزخ کی خوفناک، المناک اور دردناک آگ سے چھٹکارا مل جاتا ہے...... ایک مسلمان کو اس سے بڑھ کر اور کیا قیمت چاہئے؟...... یاد رکھئے......صرف جنگ کر لینا کمال نہیں ہے...... آج دنیا کے کئی کافر ملکوں کی فوجیں بہادری کے ساتھ لڑنے میں اپنا نام پیدا کر چکی ہیں......سری لنکا کے تامل ٹائیگر بڑی بے جگری سے لڑتے ہیں......اور اپنے جسموں کے ساتھ بم باندھ کر حملہ آور ہوتے ہیں......اور خود کش حملے کرتے ہیں...... آئرلینڈ کے گوریلوں نے برطانیہ کی ناک میں دم کر رکھا ہے......جنوبی سوڈان کے عیسائی سوڈان کو توڑنے...... اور وہاں ایک عیسائی مملکت بنانے کے ئے دن رات جنگیں کرتے ہیں...... اگر صرف جنگ کرنا کوئی کمال ہے......تو پھر یہ سارے گروہ بھی باکمال کہلائیں گے...... اگر پرانا جنگجو ہونا فضیلت کی بات ہے تو...... ان گروہوں میں بہت پرانے پرانے جنگجو موجود ہیں...... اگر دس پندرہ سال جہاد کرنا ناقابل تسخیر فضیلت ہے تو...... ہر ملک کی فوج میں ایک عام سپاہی...... پندرہ سال اسلحہ اٹھا اٹھا کر صرف حوالدار کے مقام تک پہنچتا ہے...... حقیقت یہ ہے کہ مجاہد کا مقام بہت اونچا ہے...... خواہ اس نے سچی نیت کے ساتھ ایک گھڑی ہی جہاد کیا ہو...... لیکن جب مجاہد اپنے جہاد کا دنیا میں اجر مانگے گا...... یا اسے کوئی دنیاوی کمال سمجھے گا......تو وہ دنیا میں بھی ذلیل ہو جائے گا......اور آخرت میں بھی اپنے لیے اجر میں کمی کرائے گا...... کیونکہ...... جو لوگ...... انمول اور قیمتی اشیاء کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچتے ہیں...... وہ ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں...... ایک مجاہد کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے...... اپنے دین کے تحفظ کے لئے منتخب فرمایا...... اور جہاد جیسے مقبول عمل کی توفیق دی......اور اس سے جنت کا وعدہ فرمایا......اور اپنی عظیم اور آخری کتاب میں اس کے فضائل پر سورتوں کی سورتیں نازل فرمائیں......اور جنت کے سب سے اونچے درجے اس کے لئے مخصوص فرمائے...... یہ سب کچھ ہوتے ہوئے مجاہد کو دائیں بائیں دیکھنے......اور فضول باتیں سوچنے اور بولنے کی کیا ضرورت ہے؟...... پھر ایک مجاہد کو یہ سوچنا چاہئے کہ آج ہماری غفلت کی وجہ

سے...... اللہ کا دین دنیا میں پامال کیا جارہا ہے...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں مٹائی جارہی ہیں...... دنیا کے بیشتر حصوں پر کافروں اور منافقوں کا راج ہے...... عدالتوں میں اللہ کی کتاب اور اللہ کے قانون کے خلاف فیصلے ہورہے ہیں...... ہر طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے...... ماؤں بہنوں کی عصمتیں تارتار کی جارہی ہیں...... مسجد اقصیٰ سے لے کر بابری مسجد تک غم اور دکھ کی ایک سیاہ رات چھائی ہوئی ہے...... ایسے حالات میں مجاہد کے لئے کہاں زیب دیتا ہے کہ وہ جہاد کے علاوہ کچھ اور سوچے...... اور شیطان کے نرغے میں آئے......

عزیز مجاہد دوستو!...... ہمارے سامنے دو محاذ ہیں...... ایک محاذ جنگ...... جہاں دنیا بھر کے اسلام دشمنوں سے مقابلہ ہے...... اور دوسرا محاذ وہ جہاں پر شیطان سے ہمارا مقابلہ ہے...... اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد شامل حال رہی تو ان شاء اللہ دونوں محاذوں پر کامیابی ہماری ہوگی...... اور شیطانی قوتیں بھی مغلوب ہوں گی...... اور خود شیطان بھی...... مگر اس کے لئے ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑے رہنے کی...... اور اپنے مقصد کو سمجھنے کی......

www.rangoonoor.com

درس ۱۴

ثابت قدمی کے نسخے

پچھلے درس میں آپ نے پڑھ لیا کہ......شیطان......مجاہدین کے خلاف خصوصی انتقامی کارروائیاں کرتا ہے......اوراس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مجاہد...... جہاد کو چھوڑ دے......قرآن مجید نے مجاہدین کو ثابت قدمی کے ایسے نسخے بتا دیئے ہیں......جن پر عمل کرنے سے شیطانی داؤ فریب ناکام ہو جاتے ہیں...... اور مجاہد کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت سے محرومی نہیں ہوتی...... یہاں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو......ان نسخوں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے......قرآنی نسخوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے......

پہلا نسخہ ہے......ذکر اللہ......قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے......

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ (الانفال ۴۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب (جہاد میں) تمہارا کسی لشکر سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

ذکر اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے......یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا دھیان اور اس کی یاد......مجاہد کے دل و دماغ پر حاوی رہے......اور زبان پر جاری رہے تو وہ فلاح پاتا ہے......کامیاب ہوتا ہے......اور اسے ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے...... یہ عظیم قرآنی نسخہ ہے......تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والے......کبھی شیطان کے ہتھے نہیں چڑھتے......لیکن جو لوگ بولتے وقت......کچھ کرتے وقت...... چلتے وقت......لڑتے وقت......آپس میں معاملہ کرتے وقت......جاتے وقت......آتے وقت......اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں رکھتے......اور اس سے غافل ہو جاتے ہیں تو......شیطان ان پر حملہ آور ہو جاتا ہے......اور انہیں وہ میدان جہاد سے دور کر دیتا ہے......پس

اے مجاہد! تو کبھی بھی مالک کی یاد سے غافل نہ ہو......تو پیدل چل رہا ہو...... یا تیرے نیچے پیجارو گاڑی ہو......تو خچر یا گھوڑے پر سوار ہو...... یا ہوائی جہاز پر......تو دھول سے اٹے ہوئے میدان میں ہو...... یا ائیر کنڈیشن دفتر میں......تو میدان جہاد میں جنگ کا نقشہ بنا رہا ہو...... یا کسی دفتر میں...... تنظیمی اجلاس میں مصروف ہو......تو کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو...... تیرا دل اس کی یاد سے معمور......اور تیری زبان اس کے ذکر سے تر رہنی چاہئے...... تیرے ہاتھ میں اسلحہ ہو...... یا...... ٹیلی فون کا ریسیور......تو تنہا زخمی پڑا تڑپ رہا ہو...... یا...... ہزاروں لوگ تیرا استقبال کر رہے ہوں......تو دشمن کی قید میں ہو...... یا...... اپنے محبت کرنے والے مجاہد دوستوں کے درمیان......تو خلوت میں ہو یا جلوت میں......گھر میں ہو یا میدان میں...... تجھے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ......تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے......وہ تیری ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا ہے......وہ تیری آواز کو سن رہا ہے......وہ تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے......اور تو نے اسے اپنے قول وفعل کا جواب دینا ہے...... یہ ہے اللہ تعالیٰ کی یاد......اور یہ یاد جسے جس قدر نصیب ہوگی......وہ اسی قدر ایمان پر اور جہاد پر ثابت قدم رہے گا......موت اسے نہیں ڈرا سکے گی...... دشمن کی طاقت اسے خوفزدہ نہیں کر سکے گی......لوگوں کی باتیں اس کے حوصلے پست نہیں کر سکیں گی...... اور وہ فتنوں سے بچا رہے گا......اسی لیے قرآن مجید نے فرمایا...... واذکروا اللّٰہ کثیرا...... یعنی......اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو...... کثیراً......اسی لیے کہہ دیا کہ ایک مجاہد کو بہت زیادہ ذکر کی ضرورت پڑتی ہے......اور یہی ذکر اس کی قوت بھی ہے......اور ذریعہ استقامت بھی......

ثابت قدمی کے چند اور نسخے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصٰبرین۔ (الانفال ٤٦)

ترجمہ: ''اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں''

اس آیت میں کئی نسخے ارشاد فرمائے ہیں......جن میں سے......

☆ پہلا نسخہ: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے......اللہ تعالیٰ کی اطاعت وہ مضبوط حصار ہے......جس میں بیٹھ کر انسان ہر طرح کے شیطانی اثرات سے......محفوظ ہو جاتا ہے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے......شیطان کی اطاعت نہیں کرتے......اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم فرمایا ہے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا اس وقت تک جہاد سے پیچھے نہیں ہٹے گا...... جب تک اپنی منزل نہ پالے...... جہاں تک اطاعت رسول کا تعلق ہے تو یہ وہ شاہراہ ہے......جس پر چلنے والا......شیطان کے اغواء سے محفوظ رہتا ہے......اور اطاعت رسول کا اہم تقاضہ بھی جہاد ہے......

☆ دوسرا نسخہ: اسی طرح حکم دیا گیا کہ......ولا تنازعوا......یہ بھی ایک مستقل نسخہ ہے...... کیونکہ باہمی نزاع اور جھگڑوں سے مجاہدین کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں......اور ان کی منزل دور اور ہمت کمزور ہو جاتی ہے......آپس میں لڑنے والے کبھی بھی پوری قوت کے ساتھ......کفر کا مقابلہ نہیں کر سکتے......اور شیطان انہیں جہاد کے راستے سے بھی ہٹا دیتا ہے...... اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لئے ''زادِ مجاہد'' کا مطالعہ کیجئے...... یہاں ایک ایسی حدیث شریف بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے......جس پر عمل کرنے سے انسان بہت سے جھگڑوں سے بچ جاتا ہے......درود شریف پڑھیئے......اور حدیث شریف پر غور کیجئے......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

احبب حبيبك هونا ما عسى ان يكون بغيضك يوما ما وا بغض بغيضك هونا ما عسىٰ ان يكون حبيبك يوما ما۔

ترجمہ: ''اپنے دوست سے متوسط درجے کی محبت رکھو ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا مخالف ہو جائے اور اپنے مخالف سے متوسط درجے کا بغض رکھو ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے''

مجاہد کو چاہئے کہ......اپنے مشن اور اپنے کام سے غرض رکھے......نہ کسی کی ذاتیات میں بلا وجہ دخل دے......اور نہ ہر کسی کو اپنی ذاتیات میں دخل دینے دے......اور......محبت و مخالفت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ طریقے کو ملحوظ رکھے......ان شاء اللہ تنازعات

www.rangonoor.com

سے محفوظ رہے گا......اور جہاد سے بھی محروم نہیں ہوگا......

☆ تیسرا نسخہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير۔ (الانفال ۳۹)

ترجمہ: ''اور لڑتے رہو ان (اسلام کے دشمنوں) سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (فساد) اور ہو جائے حکم سب اللہ تعالیٰ کا پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں۔''

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ...... جہاد کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ نہ رہے......اور فتنہ سے مراد......کفر کا زور......اور کفر کی طاقت اور شوکت ہے......یعنی اس وقت تک لڑتے رہو...... جب تک دنیا سے کفر کی طاقت اور اس کا زور نہیں ٹوٹ جاتا......اور آگے فرمایا کہ......(ویکون الدین کله لله) دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کا حکم چلے......یعنی اسلام غالب ہو جائے......

ایک مجاہد کو چاہئے کہ...... جہاد کے اس ہدف کو سامنے رکھے......اور جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہو جائے...... اس وقت تک گھر بیٹھنے کا اور جہاد چھوڑنے کا تصور بھی دل میں نہ لائے......قرآن مجید نے ایک مجاہد کے لئے جہاد پر قائم......اور ثابت قدم رہنے کے لئے...... بہت سے نسخے تجویز فرمائے ہیں......جنہیں اس مختصر درس میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے...... حقیقت یہ ہے کہ...... جو شخص جہاد کی حقیقت کو سمجھ لے گا......اور جہاد کے مقصد کو پہچان لے گا...... اور زیادہ وقت میدان جہاد میں...... اور جنگ میں گزارے گا...... اللہ اور رسول کی اطاعت......اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو لازم سمجھے گا......اور......اپنے رفقاء کے حقوق کا خیال رکھے گا......اور زیادہ عرصہ تک جنگ چھوڑ کر تنظیمی امور میں مصروف نہیں رہے گا......ان شاء اللہ...... وہ جہاد نہیں چھوڑے گا...... بلکہ کسی نہ کسی طرح......مرتے دم تک...... جہاد ہی کے ساتھ وابستہ رہے گا......لیکن جو شخص ان امور کا خیال نہیں رکھے گا......اس کے لئے شدید خطرہ ہے کہ......وہ نعمت جہاد سے محروم ہو جائے...... یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ...... ہم اللہ تعالیٰ کے بھی محتاج ہیں......اور اس کے دین کے بھی...... اللہ تعالیٰ اور اس کا دین......کسی کا محتاج نہیں ہے......

درس ۱۵

تسریحٌ باِحسان

نکاح کس قدر مضبوط رشتہ ہے...... اسی رشتے کی بدولت نسل انسانی باقی ہے، یہ رشتہ انسان کی ضرورت بھی ہے اور مجبوری بھی...... خواہش بھی ہے اور تقاضا بھی...... لیکن بعض اوقات یہ حسین اور مضبوط رشتہ بھی...... مجبوریوں اور نااتفاقیوں کا شکار ہوجاتا ہے...... اور میاں بیوی کا اکٹھا رہنا مشکل ہوجاتا ہے...... اسی مجبوری کو مدّنظر رکھتے ہوئے شریعت نے طلاق کی اجازت دی ہے...... اور طلاق کا بھی ایسا طریقہ بتایا ہے...... جس میں توڑ کے ساتھ جوڑ بھی رہے...... اور دوبارہ جڑنے کے امکانات بھی موجود رہیں...... شریعت کا حکم ہے کہ...... اگر بیوی کو رکھنا ہو تو...... امساك بمعروف...... پر عمل ہو...... یعنی بہت اچھے طریقے سے اسے رکھا جائے...... اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے...... اور اگر مجبوراً بیوی کو چھوڑنا پڑے تو...... تسریحٌ باحسان...... پر عمل ہو...... یعنی نہایت خوبصورتی، اخلاق اور احسان کے ساتھ...... اسے چھوڑا جائے کیونکہ میاں اور بیوی کی زندگی...... اسی طلاق پر ختم نہیں ہورہی...... بلکہ طلاق کے بعد بھی انہیں معاشرے میں رہنا ہے...... اس لیے ایک دوسرے کو ایسے اچھے طریقے سے چھوڑیں کہ...... کوئی فریق بدنام نہ ہو...... کسی کی اتنی دل آزاری نہ ہو کہ...... وہ انسانوں سے وحشت کھانے لگے...... اور ہر کسی سے مایوس ہوجائے...... پھر اتنے طویل عرصے تک...... ایک دوسرے کے ساتھ رہنے...... اور ایک دوسرے کا قرب پانے کے بعد...... یہ قطعاً مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تلخی کے لمحات میں...... خوشگوار مہینوں اور سالوں کو بھلا دیا جائے...... تھوڑی سی زیادتی کا رونا رو کر...... احسانات کی طویل فہرست کو نظرانداز کردیا جائے...... بلکہ ایک اچھا انسان ہمیشہ احسانات کو یاد رکھتا ہے...... اور برے حالات میں بھی شکریئے کی ادائیگی میں دریغ نہیں کرتا...... اسی طرح ممکن ہے کہ یہ جدائی محض وقتی پریشانیوں کا نتیجہ ہو...... اب اگر اچھے طریقے سے جدائی

ہوگی تو...... دوبارہ ملاپ کے دروازے کھلے رہیں گے...... لیکن اگر جدائی کے وقت ایک دوسرے کی...... جڑیں تک کھود ڈالیں گے...... تو دوبارہ ملنے کے سارے راستے بند ہوجائیں گے...... بلکہ کہیں اور سے بھی دونوں کو رشتہ ملنے میں دقّت ہوگی...... بہرحال "تسریحٌ باحسان" ایک ایسا جامع لفظ ہے...... جو انسان کی زندگی کو اس وقت سہارا دیتا ہے...... جب وہ کسی بھی محبوب چیز کو چھوڑنے پر مجبور ہو چکا ہوتا ہے...... یا مجبور کر دیا جاتا ہے...... ایسے موقع پر اگر وہ "تسریح باحسان" کے جامع اصول کو اپنائے...... تو اس کی زندگی بہت سی آفات، گمراہیوں اور مصیبتوں سے بچ سکتی ہے...... مگر افسوس کہ آج اس اصول کو بھلا دیا گیا ہے...... یکسر فراموش کر دیا گیا ہے...... جب خاوند بیوی کو طلاق دیتا ہے...... جب کوئی دوست اپنے کسی دوست سے ناراض ہو کر اسے چھوڑتا ہے...... جب کوئی استاد مدرسہ چھوڑتا ہے...... جب دو کاروباری شرکاء اپنی شراکت کو ختم کرتے ہیں...... جب کوئی فرد اپنی تنظیم سے الگ ہوتا ہے...... جب بہو اپنی ساس کا گھر چھوڑ کر الگ ہوتی ہے...... جب بیٹا باپ سے الگ ہوتا ہے...... وغیرہ وغیرہ...... تو عام طور پر اس اصول کو سامنے نہیں رکھا جاتا...... چنانچہ ہر جدائی اپنے ساتھ بے شمار جدائیاں اور محرومیاں لاتی ہے...... اور ہر جدائی پتھر پر لکیر کی طرح انمٹ ہوتی ہے...... اور ہر جدائی میں احسان کی جگہ...... ظلم اور انتقام کا جذبہ نظر آتا ہے...... جدا کرنے والے اکثر ظلم کرتے ہیں...... اور جدا کیے جانے والے اکثر انتقام کی فکر میں رہتے ہیں...... آج ہر طرف یہی آپا دھاپی نظر آرہی ہے...... ایک خدائی اصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے...... گھروں کا سکون لٹ چکا ہے...... خاندان ایک دوسرے کے دشمن بنے پھرتے ہیں...... مدارس...... دینی تنظیمیں...... حتی کہ خانقاہیں...... میدان جنگ بنی ہوئی ہیں...... کاروباری رقابتیں غریبوں کو پیس رہی ہیں......

اے مسلمانو!...... اپنی زندگیوں اور حالات پر غور کرو...... اور اپنے نفس کو اس الٰہی حکم کی تعمیل پر آمادہ کرو...... جب تک کہیں جڑے رہو تو جڑنے کا حق ادا کرو...... اور جب چھوڑنے پر مجبور ہوجاؤ تو خوبصورتی اور احسان سے چھوڑو...... تاکہ تم مصائب و آلام سے محفوظ رہو...... اور شیطان کے تفریقی جال تمہیں بالکل ہی نہ توڑ دیں...... اس قدر تفصیلی تمہید کے بعد عرض یہ ہے کہ...... "امساک بمعروف"...... اور "تسریح باحسان" کا قانون جہاد اور مجاہدین پر بھی اپنی

تمام تر تاکید کے ساتھ لاگو ہوتا ہے......گزشتہ درس میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ......مجاہد کو چاہئے کہ...... جہاد پر نہایت استقامت کے ساتھ ڈٹا رہے......ساتھ ہی جہاد پر استقامت کے لئے کچھ نسخوں کا بھی تذکرہ ہوا تھا......امید ہے کہ مجاہدین کرام نے اگر ان نسخوں کو اپنایا اور جہاد کے مقصد کو اچھی طرح سمجھا......اور امساك بمعروف پر عمل کرتے ہوئے......مکمل آداب کی رعایت کرتے ہوئے اچھی طرح سے جہاد کیا......تو وہ زندگی بھر جہاد سے محروم نہیں ہوں گے...... بلکہ جنت میں جا کر بھی دنیا میں واپس آ کر جہاد کرنے کی تمنا کریں گے......لیکن اگر خدا نخواستہ خدانخواستہ ایسے حالات پیش آ جائیں کہ مجاہد اپنے جہاد کو جاری نہ رکھ سکے......اور......وہ اس عظیم عمل کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے تو ایسے وقت میں مجاہد کو......"تسریح باحسان" کے اصول کو اپنانا چاہئے......تاکہ اس کی ذات سے...... جہاد اور مجاہدین کو نقصان نہ پہنچے......اور نہ وہ خود بدنام ہو......اور نہ جہاد کو بدنام کرے...... یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ......دو طرح کے حالات کی وجہ سے مجاہد کو...... جہاد چھوڑنا پڑ سکتا ہے......ان دونوں طرح کے حالات میں......تسریح باحسان (یعنی خوبصورتی سے چھوڑنے) کی تشریح الگ الگ ہوگی......

بعض مرتبہ دشمن کی طرف سے ایسے حالات آ جاتے ہیں کہ......مجاہد کیلئے جہاد جاری رکھنا ممکن نہیں ہوتا......مثلاً......۱۸۵۷ء میں ہمارے اکابر نے انگریز کے خلاف مسلح جہاد فرمایا......مگر ظاہری طور پر یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی......اور اسے اس طرح سے دبا دیا گیا کہ فوراً دوبارہ میدان میں نکل کر لڑنا ممکن نہیں تھا......اگر مجاہدین پر اس طرح کے حالات آ جائیں تو......

تسریح باحسان کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف ظاہری طور پر جہاد روکنے کی بات ہو......تاکہ دشمن غافل ہو جائے......اور اس دوران اندر ہی اندر ایسی زبردست تیاری کی جائے کہ......دشمن سے ظاہری شکست کا بدلہ بھی لے لیا جائے......اور جہاد کے دیگر مقاصد بھی حاصل کر لیے جائیں......گویا کہ یہاں "تسریح باحسان" محض ایک جنگی چال ہوگی......جس کا مقصد دشمن کو غافل کرنا اور اپنی صفوں کو دوبارہ منظّم کرنا ہوگا......جیسا کہ ماضی میں ہمارے اکابر نے کیا......۱۸۵۷ء میں ظاہری طور پر تحریک جہاد کے شعلے بجھا دیئے گئے......مگر یہ آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی......اور محض نو سال کے بعد......۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں......دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا......اور اس ادارے کا مقصد......حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن نور اللہ مرقدہ ان

الفاظ میں بیان فرماتے ہیں......

''جہاں تک میں جانتا ہوں ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کی ناکامی کے بعد یہ ادارہ قائم کیا گیا کہ کوئی ایسا مرکز قائم کیا جائے جس کے زیر اثر لوگوں کو تیار کیا جائے تا کہ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی کی جائے۔'' (سوانح قاسمی بحوالہ اسیران مالٹا ص ۲)

چنانچہ ایسا ہی ہوا......اور دارالعلوم دیوبند سے جہاد کے بلند ہونے والے شعلوں نے وہ عروج پایا کہ...... دنیا میں خود کو ناقابل تسخیر سمجھنے والی طاقتیں بھی خاکستر ہو کر رہ گئیں......اس طرح کے "تسریح باحسان" کے مراحل ماضی میں کئی بار آئے......اور الحمدللہ......امت مسلمہ کے اکابر نے اس قرآنی اصول کو اپنایا......اور اس کا حق ادا کیا......اور وہ دشمن جو یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ مسلمان اب مٹ چکے ہیں......اس وقت بوکھلا اٹھتا تھا...... جب زیر زمین تیار ہونے والا کوئی جہادی زلزلہ اس کے ایوان کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکتا تھا......"تسریح باحسان" کی یہ تشریح تب ہے...... جب دشمنوں کی طرف سے ایسے حالات مسلط کر دیئے جائیں......جن میں...... جہاد کو جاری رکھنا ظاہری طور پر ممکن نہ رہے......لیکن بعض اوقات کچھ داخلی حالات ایسے پیش آجاتے ہیں...... جو کسی مجاہد کو جہاد چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں...... مثلاً تنظیمی جھگڑے......گھریلو پریشانیاں......اعضاء کا کٹ جانا......سخت بیماری......وغیرہ وغیرہ......

اگر کسی مجاہد کو اس کے تنظیمی جھگڑوں کی وجہ سے جہاد چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے تو...... اسے چاہئے کہ تنظیم کے انتظامی امور میں رہنے......اور دن رات جھگڑنے کی بجائے......محاذ کا رخ کرے......اور ایک گمنام مجاہد کی زندگی بسر کرے......اور کسی محاذ پر لڑتے ہوئے لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہونے کی جدوجہد کرتا رہے...... اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہے......لیکن اگر اس کا نفس اس پر آمادہ نہیں ہوتا...... یا وہ واقعی...... جہاد چھوڑنے پر مجبور ہو گیا ہے تو اسے چاہئے کہ...... "تسریح باحسان" پر عمل کرتے ہوئے......ایسے طریقے سے جہاد چھوڑے کہ......اس کے جہاد چھوڑنے سے نہ تو جہاد بدنام ہو......نہ تحریک کو صدمہ پہنچے......اور نہ مجاہدین میں پھوٹ پڑے......اور اس کیلئے اس پر لازم ہے کہ......خود بہترین حکمت عملی وضع کرے...... کیونکہ شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ...... جہاد چھوڑ کر بیٹھ جانے والوں سے ایسے کام کرائے......جس سے جہاد اور مجاہدین کو نقصان پہنچے......اسی طرح دشمن بھی ان افراد کو آلہ کار

بنانے کی کوشش کرسکتا ہے...... اسی طرح کچھ اور دل جلے پرانے مجاہد بھی اس کے گرد جمع ہو کر مزید دھڑا بنانے کی ترغیب دے سکتے ہیں...... یہ سارے خوفناک جال ہیں...... اور اگر مجاہد ان جالوں میں پھنس گیا تو اس کا پچھلا عمل اور محنت برباد ہو جائے گی...... اور اس کے سر جہاد کو نقصان پہنچانے کا گناہ بھی لادا جائے گا...... ایسے وقت میں مجاہد کو وہ حدیث شریف یاد کرنی چاہیئے...... جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے...... مجاہد کو سب سے بہترین شخص قرار دیا...... اور جب پوچھا گیا کہ اس کے بعد سب سے بہترین کون سا شخص ہے تو ارشاد فرمایا...... وہ شخص جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے...... اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے...... چنانچہ جب مجاہد خدانخواستہ...... جہاد کو جاری نہ رکھ سکے...... تو اسے چاہیئے کہ وہ الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے دیگر احکامات کو پورا کرے...... اور گناہوں سے بچے...... اور اپنی سابقہ محنتوں کا اجر انسانوں سے نہ مانگے...... اور نہ ہی مجاہدین کیلئے فتنے اور تفریق کا باعث بنے...... یہی حکم ان عسکری قائدین کیلئے بھی ہے...... جو مجاہدین کی انتظامی قیادت کر رہے ہیں...... مگر طویل عرصہ تک میدان جہاد سے دور رہنے کی وجہ سے ان کے دلوں مین جبن اور بزدلی پیدا ہوگئی ہے...... چونکہ یہ لوگ بھی...... عملاً جہاد چھوڑنے والوں میں سے ہیں...... اس لیے انہیں بھی...... "تسریح باحسان" کا یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے...... اگر وہ میدان جنگ میں نہیں نکل سکتے تو...... بالکل الگ تھلگ ہو جائیں...... اور اپنے شر سے دوسروں کو بچائیں کیونکہ اگر وہ جبن اور بزدلی کے باوجود...... مجاہدین کی قیادت سنبھالے رہے تو اس سے مجاہدین کو سخت نقصان پہنچے گا...... اور خود یہ قائدین حب دنیا کی وجہ سے مالی خیانت یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت تباہ کر سکتے ہیں...... یاد رکھیئے...... خود کو مجاہد کہہ لینا...... یا کسی زمانے میں کیے گئے جہاد کو یاد کر لینا...... یا مجاہدین کی کرسی پر بیٹھ جانا...... جہاد نہیں ہے...... بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و مال کی قربانی کا نام جہاد ہے......

اور اگر کسی شخص کو معذوری کی وجہ سے...... یا بیماری کی وجہ سے جہاد چھوڑنا پڑا ہے تو اسے چاہیئے کہ...... اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر مطمئن رہے...... اور کسی سے شکوہ نہ کرے...... البتہ یہ کوشش کرے کہ وہ اپنی اس کمزوری اور معذوری کے باوجود کسی نہ کسی طرح جہاد اور مجاہدین کے کام آسکے...... یہ امت مسلمہ کا فرض بنتا ہے کہ...... جہاد میں معذور یا بیمار ہو جانے والوں

کو...... کسی طرح کی تنگی نہ آنے دیں...... لیکن خود معذور ہونے والوں کو چاہئے کہ اپنے زخموں کو قیامت کے لئے سنبھال رکھیں...... اور لوگوں سے امداد مانگ کر...... یا ریا کاری کر کے اس عظیم تمغے کو ضائع نہ کریں......

اور اگر گھریلو پریشانیوں اور مجبوریوں کی وجہ سے...... جہاد چھوڑنا پڑا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے...... رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر سجدے کرے...... اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر فریاد کرے...... بے شک وہ دعاؤں کو سننے والا...... اور مشکلات کو حل فرمانے والا ہے......

آخری عرض یہ ہے کہ...... اگر مجاہدین کو مذکورہ بالا داخلی حالات کی وجہ سے جہاد چھوڑنا پڑے تو وہ اپنے اوپر دو باتوں کو لازم کرلیں...... پہلی بات یہ کہ...... وہ بھرپور کوشش کریں کہ ان کے کسی قول وفعل سے...... جہاد کو نقصان نہ پہنچے...... اور دوسری بات یہ ہے کہ...... وہ دن رات اس عظیم عمل کے چھوٹ جانے پر توبہ استغفار کریں...... اور ہمیشہ نادم رہیں...... اور ندامت کے جتنے آنسو بہا سکتے ہیں بہائیں...... بے شک جہاد کا چھوڑنا ایک بڑا جرم ہے...... اور اس کی کسی حد تک تلافی...... صرف انہیں دو کاموں سے ہوسکتی ہے......

www.rangnoor.com

درس ۱۶

گناہوں میں غرقاب مسلمانو! مسجد اقصیٰ تمہاری بھی ہے

ہم سب ہی گناہگار ہیں، نفس اور شیطان ہمیں ذلت اور دوزخ میں دھکیلنے کیلئے دن رات محنت کررہے ہیں۔ نفس اندر چھپا بیٹھا ہے جبکہ شیطان اندر باہر سے ہم پر حملے کرتا ہے کیونکہ یہی اس کی زندگی کا مشن ہے آج کتنے مسلمان زنا جیسے بدترین گناہ میں مبتلا ہیں جبکہ کتنے مسلمان حالات اور سماج کو الزام دے کر چور اور ڈاکو بن گئے ہیں کچھ لوگ ظاہری مجبوریوں کا بہانہ بنا کر سود خور بنے ہوئے ہیں تو کتنے دھوکہ بازی اور جعل سازی میں مبتلا ہیں کسی نے جھوٹ اور فریب کو اپنا رکھا ہے تو کوئی فحاشی اور بے حیائی کا تاجر بن بیٹھا ہے۔ موت بالکل سامنے ہے قبر ہر دن پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں کیڑوں کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں دوزخ کی خوفناک آگ لپیٹیں مار رہی ہے گناہگار توبہ کرتے ہیں مگر پھر توبہ توڑ دیتے ہیں راہ راست پر آتے ہیں پھر شیطان انہیں بھٹکا دیتا ہے۔ گناہگار اپنی زندگی کو بے مقصد سمجھتے ہیں اور خود کو زنا اور شراب پر مجبور سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بھی مسلمان ہیں وہ بھی اللہ کے بندے ہیں وہ بھی اسلامی غیرت اور حمیت کا اقرار کرنے والے ہیں وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں ان کے اندر بھی صلاحیتیں اور طرح طرح کی خوبیاں ہیں مگر شیطان کے جال میں پھنس کر وہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع کررہے ہیں اور اپنی خوبیوں کو برائیوں کی سیاہی سے مٹا رہے ہیں۔ آج کی نشست میں کچھ باتیں اپنے ان گناہگار مسلمان بھائیوں سے کرنی ہیں جو گناہوں میں بہت دور نکل چکے ہیں اور دنیا انہیں زانی، شرابی، چور، ڈاکو، رشوت خور، سود خور، دھوکے باز جیسے ناموں سے یاد کرتی ہے اور ان کے شر سے پناہ مانگتی ہے۔

اے اللہ کے بندو! اے گناہوں میں ڈوب کر اپنی جان پر ظلم کرنے والو! اپنے دل سے

مایوسی نکال پھینکو۔ اللہ پاک کی رحمت وسیع ہے۔ وہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بشرطیکہ تم شیطان پر تھوک دو اور اللہ کے بن جاؤ، سچے دل سے توبہ کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو۔

اے گناہگار نوجوانو! تم نے خود کو شراب اور بدکاری کا عادی بنا لیا ہے حالانکہ تمہارے مضبوط بازوؤں کی امت مسلمہ کو اشد ضرورت ہے۔ تم تو اللہ کے دین کے رکھوالے تھے یہ تم نے کیا کیا کہ خود دین کے دشمن بن گئے؟ تم تو معصوم بہنوں کی عزت کے محافظ تھے مگر آج تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تم نے کبھی اس بارے میں سوچا ہے؟ کل تک تم جیسا ایک ایک بھائی اپنے مضبوط ہاتھوں میں تلوار لے کر کھڑا ہوتا تھا تو ہزاروں بہنیں اور مائیں خود کو ہوس پرست کافروں سے محفوظ سمجھتی تھیں کیونکہ کل تک تمہاری نگاہیں پاک تھیں مگر اب ان میں حیوانیت آگئی ہے۔ اللہ کے لئے توبہ کرو زندگی بہت تھوڑی ہے آخر تمہیں گناہ میں کیا مل رہا ہے بس تھوڑی سی لذت؟ اور پھر ذلت ہی ذلت۔ کاش تم جہاد فی سبیل اللہ کا مزہ چکھو تب تمہیں اس گندی لذت سے اسی طرح نفرت ہو جائے گی جس طرح غلاظت کھانے سے۔

ہیروئن، چرس اور شراب کے نشے میں مدہوش مسلمان! تو نے تو خود کو نشے میں مست کر لیا مگر آج تیرا ''قبلۂ اوّل'' یہودیوں کے قبضے میں ہے اور ''کعبۃ اللہ'' اور ''مسجد نبوی'' کے گرد یہودیوں اور عیسائیوں نے سخت محاصرہ کر رکھا ہے۔ کاش تو ان غلاظتوں کو چھوڑ کر اس راستے کو اختیار کر لے جس میں لہو کا پہلا قطرہ گرتے ہی تیری بخشش کر دی جائے گی اور اس راستے میں نکل کر تجھے وہ مستی اور سرشاری نصیب ہو گی جس کے سامنے شراب اور چرس کی مستی تجھے ہیچ معلوم ہو گی۔

اے گناہگارو! آج امت کو تمہاری سخت ضرورت ہے اور خود تمہیں بخشش اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی ضرورت ہے آگے بڑھو اپنے ہاتھوں میں اسلحہ اٹھا کر اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت کے لئے سینہ سپر ہو جاؤ کیا معلوم اللہ تعالیٰ تم سے کوئی بڑا کام لے لے۔ ماضی میں کتنے بڑے بڑے گناہگاروں کو اس نے بخشا اور ان سے ایسے کام لیے کہ مادر زاد ولی بھی انہیں رشک سے دیکھتے رہ گئے۔ حضرت مالک بن دینارؒ ایک شرابی اور سخت گناہگار شخص تھے جبکہ فضیل بن عیاضؒ ایک ڈاکو تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا سے کیا بنا دیا۔ بے شک وہ قادر ہے اور اس کی ایک نظر کرم سے گناہگاروں کے بیڑے پار ہو جاتے ہیں۔

اے بھائیو! افغانستان کی اسلامی امارت پر میزائل برس رہے ہیں، سوڈان امریکی حملے کا شکار ہے، عراق کے مسلمان بھوکے مارے جارہے ہیں، کوسوو میں مسلمانوں کی لاشوں پر شرابی رقص کررہے ہیں، اسامہ بن لادن کو شہید کرنے کے لئے سی آئی اے الگ فنڈ اورالگ دستے مقرر کرچکی ہے، پورے جزیرۃ العرب پر یہود ونصاریٰ کے قبضے کا شدید خطرہ ہے بلکہ عملاً قبضہ ہوچکا ہے۔ ہزاروں مسلمان جیلوں اورعقوبت خانوں میں تڑپ رہے ہیں کشمیر کے اسّی ہزار سے زائد شہداء اپنے خون کا حساب مانگ رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ اور بابری مسجد کے نالے دلوں کو دہلا رہے ہیں۔ کیا تم اب بھی گناہوں میں ڈوبے رہو گے؟

آؤ! آج تمہیں میں ایک مستند سچا قصہ سناتا ہوں یہ واقعہ ان سات چوروں کا ہے جنہوں نے چوری سے توبہ کی۔ جہاد کے مقدس راستے کو اختیار کیا اور دو بار رومیوں کے لشکر کو عبرت ناک شکست دی۔ آؤ دل کی آنکھیں کھول کر اس قصے کو پڑھو اور پھر تم بھی وہی کارنامہ سرانجام دو جو ان توبہ کرنے والے ''سابق'' چوروں نے سرانجام دیا۔ اور تم بھی اس مقام تک پہنچو جس مقام تک وہ حضرات پہنچے اس سے قبل کہ ان سات عالی مقام خوش قسمت افراد کا واقعہ لکھوں ایک اور مختصر واقعہ جو حدیث شریف کی کتابوں میں آیا ہے یاد آ گیا، اس کا پہلے تذکرہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے آپ اس پر جنازہ پڑھ دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا یا رسول اللہ! وہ شخص فاسق ہے آپ اس پر نماز جنازہ نہ ادا فرمائیں۔ پہلے والے شخص نے کہا اللہ کے رسول! اس نے ایک رات اللہ کے راستے (جہاد) میں پہرہ دیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے اس پر نماز ادا فرمائی پھر جب اسے قبر میں رکھ دیا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھی تجھے دوزخی گمان کررہے ہیں جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ (الطبرانی بحوالہ مشارع الاشواق ص ۴۱۹)

سات خوش قسمت بہادر مسلمانوں کا واقعہ جو پہلے ڈاکو تھے

حضرت حسن بصریؒ کے زمانے میں اہل بغداد سات چوروں کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھے خلیفہ وقت نے ان چوروں کو پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر وہ ان پر قابو نہ پا سکا۔ اسی زمانے میں ایک دن حضرت حسن بصریؒ اندھیرے میں مسجد تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ نے سات آدمیوں کو اس حال میں دیکھا کہ ان میں سے چھ نے تلواریں ہاتھوں میں لے رکھی تھی اور وہ دیوار کے ساتھ کھڑے تھے جبکہ ساتواں آدمی راستے کے درمیان میں اپنے پاؤں کو پکڑے بیٹھا تھا۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا تم لوگ اسلحہ لے کر کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ ان میں سے وہ شخص جو زمین پر بیٹھا تھا کہنے لگا اے ابوسعید (یہ حضرت حسن بصریؒ کی کنیت ہے) میں فلاں چور ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ خلیفہ وقت اور بصرہ کے لوگوں کو ہمیں پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے آج پورے دس سال گزر چکے ہیں مگر وہ ہم پر ہاتھ نہیں ڈال سکے۔ آج ہم ایک دکان پر نقب زنی کیلئے نکلے تھے۔ لیکن جب ہم یہاں پہنچے تو میرا پاؤں ایک جلتے ہوئے انگارے پر آ گیا جس سے میرا پاؤں جل گیا۔ لیکن میں نے اپنے پاؤں سے زیادہ اپنے دل میں جلن محسوس کی اور میں نے سوچا کہ میں یہاں دنیا کی حقیر سی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا تو آخرت کی آگ کیسے برداشت کروں گا۔ اے ابوسعید میں آپ کو گواہ بنا کر اعلان کر رہا ہوں کہ میں نے آج سے سچے دل کے ساتھ توبہ کر لی ہے اور میں آئندہ وہ کام نہیں کروں گا جو میں اب تک کر رہا تھا یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں ابھی تھوڑی دیر پہلے تک چوری چکاری کی برائی میں تمہارے ساتھ شریک تھا مگر اب میں توبہ کر چکا ہوں تمہاری مرضی جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے ساتھیوں نے جواب دیا کہ تو اب تک اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں ہمارا سردار تھا اب اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے معاملے میں بھی تو ہمارا سردار بن جا۔ ہم بھی سچے دل سے توبہ کر رہے ہیں کہ آئندہ ان برائیوں میں نہیں پڑیں گے جن میں اب تک مبتلا تھے۔ ان کے سردار نے کہا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو پھر مجھے بصرہ کی جامع مسجد لے چلو تا کہ میں امیر بصرہ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کروں۔ میں نماز کے بعد کھڑا ہو جاؤں گا اور کہوں گا کہ اے امیرِ شہر میں فلاں چور ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں آپ لوگ دس سال سے ہماری تلاش میں تھے مگر آپ کو کامیابی نہیں ملی۔

www.rangonoor.com

اب ہم نے توبہ کرلی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے برائیوں کو چھوڑ دیا ہے اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔آپ کی مرضی آپ ہمارے ہاتھ کاٹیں، ہمیں کوڑے لگائیں، سولی چڑھائیں، قید رکھیں یا اللہ کیلئے معاف کردیں۔اس کے ساتھی یہ سن کر راضی ہوگئے اور سارے مسجد کی طرف روانہ ہوگئے۔نماز کے بعد ان کے سردار نے کھڑے ہوکر وہی اعلان کیا جس کا اس نے اپنے ساتھیوں سے تذکرہ کیا تھا۔امیر شہر یہ اعلان سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔جاؤ میں نے تم سب کو اللہ کیلئے معاف کردیا۔سردار نے یہ سن کر کہا اے امیر شہر ہماری کچھ مدد کیجئے تاکہ ہم طرسوس پہنچ کر جہاد کرسکیں۔امیر شہر نے ان میں سے ہر ایک کو گھوڑا، مکمل اسلحہ اور پچاس پچاس دینار دیئے اور انہیں رخصت کردیا۔یہ ساتوں طرسوس پہنچ کر دو مہینے تک وہاں رہے اس دوران خبر آئی کہ روم کے عیسائیوں نے مملکت اسلامیہ پر حملے کیلئے لشکر بھیج دیا ہے۔اس لشکر میں دو بڑی صلیبیں ہیں اور ہر صلیب کے ساتھ دس ہزار جنگجو ہیں۔اور یہ لشکر طرسوس کے قریب پہنچ چکا ہے۔مسلمانوں کا لشکر بھی دفاع کیلئے اپنے امیر کی سرکردگی میں روانہ ہوا اور یہ سات حضرات بھی لڑائی کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوگئے تو یہ ساتوں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم جب اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے اور چوری کرتے تھے اس وقت ہم کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہوئے۔تو کیا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والے عمل جہاد میں ہم لوگوں کے سہارے لڑیں گے؟ حالانکہ ہمارے نیچے بہترین گھوڑے ہیں ہمارے پاس خطرناک اسلحہ ہے اور ہماری نیتیں بھی خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔چلو ہم لشکر سے الگ ہوجاتے ہیں۔جب دونوں طرف گھمسان کی لڑائی شروع ہوجائے گی تو ہم ساتوں مشرکین پر یکبارگی حملہ کردیں گے۔فتح یا شہادت میں سے ایک تو ہمارا مقدر ضرور بنے گی۔یہ طے کرکے وہ لشکر سے الگ ہوگئے۔جب لڑائی شروع ہوگئی تو ان ساتوں نے اچانک پیچھے سے مشرکین (عیسائیوں) پر حملہ کردیا اور ان کے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا۔جب یہ شکست خوردہ لشکر واپس بادشاہ روم کے پاس پہنچا تو اس نے کارگزاری سن کر پوچھا کہ پیچھے سے کس نے تم پر حملہ کیا تھا؟ لشکر والوں نے کہا وہ سات آدمی تھے جنہوں نے ہمارے لشکر کی صفوں کو توڑ ڈالا جس سے ہمیں شکست ہوئی۔رومی بادشاہ نے ایک اور صلیب نکالی اور اپنے ایک جرنیل کو دے کر کہنے لگا کہ یہ تیرے پاس تین صلیبیں ہیں اور تیس ہزار کا پیادہ اور گھڑ سوار لشکر ہے۔جاؤ اور طرسوس پر لشکر

کشی کرو۔ جب یہ لشکر روانہ ہوا تو اس کی اطلاع طرسوس میں پہنچ گئی۔ مسلمانوں کا لشکر بھی مقابلے کیلئے نکل کھڑا ہوا یہ ساتوں جانباز بھی نکلے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پہلے جیسی حکمت عملی طے کی۔ چنانچہ جب دونوں لشکروں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی تو ان ساتوں نے پیچھے سے حملہ کر کے عیسائیوں کے لشکر کو تتر بتر کر دیا عیسائیوں کا لشکر شکست کھا گیا اور اس کے بچے کھچے سپاہی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بادشاہ روم نے جب ان سے کارگزاری سنی تو وہ گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا تیس ہزار کا مسلح لشکر جسے ہم نے اپنے ملکوں کا سرمایہ کھلا کر پالا اور ہر طرح کی سہولتیں انہیں دیں، صرف سات آدمیوں نے اس لشکر کو کاٹ ڈالا؟ بادشاہ نے اس جرنیل کو معزول کر کے ایک اور جرنیل کو بلوایا اور اسے چار صلیبیں اور چالیس ہزار کا لشکر جرار دیا اور اسے کہا کہ جاؤ طرسوس پر چڑھائی کرو اگر تم فتح یاب ہو جاؤ تو شہر میں داخل ہو کر تمام مردوں کو قتل کر دینا اور وہاں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر لے آنا اگر شہر فتح نہ کر سکو تو کوشش کرنا کہ ان سات آدمیوں کے سر کاٹ کر لے آنا جنہوں نے میرے دو لشکروں کو شکست دی اور اگر تم انہیں قیدی بنا لو تو پھر انہیں لے کر میرے پاس آ جانا۔ یہ جرنیل جب طرسوس کے قریب پہنچا تو اس نے ایک صلیب کے ساتھ دس ہزار آدمی پہاڑوں میں چھپا دیئے اور خود وہاں سے کچھ آگے جا کر رک گیا مسلمان حسب سابق مقابلے کیلئے نکلے وہ سات جانباز اپنی سابقہ حکمت عملی کے ساتھ میدان سے ہٹ کر پیچھے پہنچ گئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو انہوں نے پیچھے سے حملہ کر دیا اور دشمن کو کافی نقصان پہنچایا مگر اچانک ان سات کے پیچھے سے دس ہزار کا چھپا ہوا لشکر نکل آیا اس طرح سے یہ ساتوں جانباز گھیرے میں آ گئے اور بالآخر قید کر لیے گئے۔

رومی لشکر واپس پہنچا جرنیل نے بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر سجدہ کیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ان ساتوں کو پکڑ کر لے آیا ہوں بادشاہ نے اپنے مصاحبین سے مشورہ کیا کہ میں ان ساتوں کو کس طرح سے قتل کروں؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ انہیں درمیان سے کاٹ کر درختوں پر لٹکا دیجئے۔ ایک نے کہا کہ ان کی گردنیں کاٹ دیجئے مگر بعض عقلمند جرنیلوں نے مشورہ دیا کہ انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ انہیں مال و دولت دے کر اپنا ہم مذہب بنایا جائے تاکہ جس طرح انہوں نے اپنی بہادری سے ہمیں ذلیل کیا اسی طرح عیسائی ہو کر یہ اپنی بہادری سے ہمیں عزت بخشیں۔ بادشاہ نے اسی مشورے کو نہایت پسندیدگی سے منظور کر لیا اور اس نے ان ساتوں کے امیر کو بلا کر پوچھا

کہ کیا یہ چھ آدمی تیرے ساتھی ہیں انہوں نے کہا ہاں! بادشاہ نے کہا کہ میری کئی بیٹیاں ہیں اگر تو ہمارا دین اختیار کرلے تو میں اپنی ایک بیٹی سے تیری شادی کروں گا اور تجھے مال و دولت کے بھرے ہوئے سو اونٹ اور سو باغات دوں گا۔ یہ سن کر وہ امیر رونے لگا اور کہنے لگا مجھے نہ تیری بیٹی کی ضرورت ہے اور نہ مال کی۔ میں ان چیزوں کی وجہ سے ہرگز اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بادشاہ نے اسے الگ ایک کونے میں بٹھا کر باقی چھ کو ایک ایک کر کے بلایا اور ہر کسی کے سامنے اپنی پیشکش دہرائی مگر ان میں سے ہر ایک نے ایک ہی جواب دیا کہ ہم اسلام کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بادشاہ نے اپنے جرنیلوں کو بتایا کہ ہماری تدبیر ناکام ہو چکی ہے اب انہیں گمراہ کرنے کی کیا تدبیر اختیار کی جائے؟ ایک جرنیل نے کہا آپ ایک دیگ میں تیل ڈال کر اس کے نیچے آگ جلا دیجئے جب تیل کھولنے لگے تو ان میں سے ایک کو اس میں اوندھے منہ کمر تک ڈال دیجئے ممکن ہے ایک دو کے مرنے کے بعد باقی کے دلوں پر اس دہشت ناک طریقے سے آنے والی موت کا خوف سوار ہو جائے اور وہ اسلام کو چھوڑ دیں۔ دیگ میں تیل بھر کر نیچے آگ جلا دی گئی بادشاہ نے ان ساتوں کو بلا کر ایک صف میں بٹھا دیا ان کے امیر نے جب نظر اٹھائی تو اسے اوپر چھت پر سات حسین لڑکیاں نظر آئیں جنہوں نے زرد رنگ کا خوبصورت لباس پہن رکھا تھا اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سبز رومال تھا امیر نے دل میں سوچا کہ اس ملعون بادشاہ نے ہمیں بد دین کرنے کیلئے یہ انتظام کیا ہے، اوپر اپنی بیٹیاں بٹھا دی ہیں اور نیچے یہ عذاب جلا دیا ہے تا کہ ہم اس کھولتے ہوئے تیل سے ڈر کر اور لڑکیوں کے حسن سے مرعوب ہو کر دیگ میں مرنے کی بجائے لڑکیوں کو پانا پسند کریں اور اپنا دین چھوڑ دیں۔ امیر نے دل ہی دل میں دعا کی کہ کاش میرے ساتھیوں کی نظر ان لڑکیوں پر نہ پڑے تا کہ وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔ دیگ میں تیل جوش مارنے لگا بادشاہ کے حکم سے دو جرنیل کود کر آگے بڑھے اور انہوں نے ان ساتوں میں سے ایک کو اٹھا کر دیگ میں الٹا دیا۔ وہ شخص آخری وقت میں پکار کر کہنے لگا:

میرے دوستو! تم پر سلامتی ہو تم گھبرانا نہیں یہ تھوڑی دیر کی تکلیف ہے جبکہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

جرنیلوں نے اسے کمر تک تیل میں ڈال دیا اس کا آدھا حصہ جل گیا۔ اوپر بیٹھی ہوئی

ساتوں لڑکیوں میں سے ایک اڑتی ہوئی آئی اور دیگ میں داخل ہوگئی اس نے سبز رومال میں کچھ ڈالا اور آسمان کی طرف اڑگئی امیر نے جب یہ دیکھا تو دل میں کہنے لگا کہ یہ لڑکیاں تو حور عین ہیں بادشاہ کی بیٹیاں نہیں۔عیسائیوں نے اس جلے ہوئے شخص کو دیگ سے نکال کران باقی چھ کے سامنے ڈال دیا۔بادشاہ نے کہا اگر تم نے اپنا دین چھوڑ کر عیسائیت قبول نہ کی تو تم سب کو بھی اسی طرح قتل کردوں گا اور اگر تم نے میری بات مان لی تو پھر تمہارے لیے ہر طرح کا اعزاز واکرام ہوگا۔وہ کہنے لگے تو ہمیں جلا کر مار یا تلواروں سے کاٹ۔ہم اپنے دین کو نہیں چھوڑیں گے۔بادشاہ نے ایک ایک کر کے چھ کو اسی دیگ میں جلا کر شہید کیا اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک لڑکی دیگ میں داخل ہوکر سبز رومال میں کچھ ڈال کر آسمان پر جاتی رہی۔

اب صرف ایک لڑکی باقی تھی۔اچانک وزیر اعظم آگے بڑھا اور وہ بادشاہ سے کہنے لگا یہ شخص مجھے دے دیجئے بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ وزیر نے کہا میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا اور اپنی اس لڑکی کو اس کی خادمہ بنادوں گا جس سے آپ نکاح کرنا چاہتے تھے مگر میں نے آپ کی زیادہ بیویوں کی وجہ سے انکار کردیا تھا،ممکن ہے وہ اس کے دل کو موہ لے اور یہ اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہو جائے۔تب میں اپنی لڑکی سے اس کی شادی کردوں گا اور اپنے مال میں اسے حصہ دار بنادوں گا۔بادشاہ نے کہا لے جاؤ میں نے یہ شخص تمہیں دے دیا۔جب یہ واقعہ ہوا تو چھت پر بیٹھی ہوئی حور اٹھ کھڑی ہوئی اور خالی ہاتھ آسمان کی طرف پرواز کرگئی۔یہ دیکھ کر امیر کہنے لگا یہ میری بدقسمتی کی وجہ سے ہوا۔

بادشاہ نے اسے کہا تم میرے اس وزیر کے ساتھ چلے جاؤ۔امیر نے کہا میں صرف اس شرط پر اس کے ساتھ جاؤں گا کہ میں اس کے گھر میں مسجد بناؤں گا جہاں بلند آواز سے پانچ وقت اذان دوں گا،شراب نہیں پیؤں گا اور خنزیر نہیں کھاؤں گا۔بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ اب کیا خیال ہے؟ وزیر نے کہا اس کی ساری شرطیں منظور ہیں۔اب وہ مسلمان قیدی وزیر کے گھر آ گیا اور داخل ہوتے ہی مسجد بنانے میں لگ گیا۔وزیر نے اپنی بیٹی سے کہا میں نے عربوں میں اس سے زیادہ بہادر اور خوبصورت کوئی اور شخص نہیں دیکھا۔میں اسے بادشاہ کی سزائے موت سے چھڑا کر لایا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ عیسائی ہو جائے تو میں تیری شادی اس کے ساتھ کردوں اور اسے اپنا آدھا مال دے دوں۔اب یہ ہمارے گھر رہے گا اور رات دن اس کا

تمہارے علاوہ کوئی خادم نہیں ہوگا۔لڑکی نے یہ ذمہ داری قبول کرلی اب وہ ہر دن زرق برق لباس اورطرح طرح کے زیور پہن کرآتی اوراس شخص کے سامنے اپنے جسم کی نمائش کرتی مگراس بندہ خدانے کوئی توجہ نہ کی اور نہ کبھی اس لڑکی کو کوئی کام بتایا وہ جو کچھ لے کرآتی وہ لے لیتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھ کر وہ مسجد میں بیٹھا تھا کہ وہ لڑکی اسے کہنے لگی کیا تم انسان نہیں ہو؟ کیا تم میں مردانگی نہیں ہے؟ تم اپنا دین چھوڑ کرعیسائی ہو جاؤ میرا باپ ہم دونوں کی شادی کردے گا اور تجھے مالا مال کردے گا۔

امیر نے کہا ہلاک ہو جا۔تو نے میری نماز خراب کردی۔ مجھے نہ تو تیری ضرورت ہے اور نہ تیرے مال کی ۔ وزیر نے تو لڑکی کو اس مردمومن کے پیچھے اس لیے لگایا تھا کہ وہ اس کے دل کو موہ لے اوراس کے دل میں اپنی محبت ڈال دے،لڑکی تو یہ نہ کرسکی البتہ اس مردمومن کی شان بے نیازی نے لڑکی کے دل کو موہ لیا اور وہ خود اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ اور کہنے لگی کیا تم مجھ سے شادی نہیں کروگے؟ امیر نے کہا نہیں۔لڑکی نے کہا کیوں؟ تم ناپاک کافرہ ہو۔امیر نے برجستہ جواب دیا۔لڑکی کہنے لگی اگر آپ اپنا دین نہیں چھوڑتے تو پھر میں اپنا دین چھوڑ دیتی ہوں۔آپ مجھے مسلمان کیجئے تا کہ میں آپ سے شادی کرسکوں۔امیر نے کہا اے لڑکی یہ کافروں کا ملک ہے یہاں میں تجھ سے شادی نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور ہم یہاں سے بھاگ کر مسلمانوں کے ملک پہنچ گئے تو میں ضرور تجھ سے شادی کرلوں گا اور تیرے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کروں گا اور نہ باندی رکھوں گا۔لڑکی نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر دس دن بعد عیسائیوں کا تہوار ہے۔اس میں بادشاہ سمیت سب لوگ باہر نکلتے ہیں البتہ بیمار لوگ گھروں میں رہ جاتے ہیں۔ جب تہوار میں دو دن رہ جائیں گے تو میں بیمار بن جاؤں گی۔ چنانچہ میرا باپ مجھے تیرے پاس چھوڑ جائے گا تب ہم دونوں بھاگ نکلیں گے۔تہوار سے دو دن پہلے وہ لڑکی بیمار بن گئی تہوار کے دن وزیر نے پوچھا کہ بیٹی تم نہیں جاؤ گی ہمارے ساتھ؟ اس نے کہا نہیں میں بیمار ہوں۔ وزیر نے کہا کوئی بات نہیں اب تم دونوں اس گھر میں بالکل تنہا رہ جاؤ گے اگر یہ تمہارے ساتھ حرام فعل کرنا چاہے تو تم مت روکنا ممکن ہے اس طرح سے یہ اپنا دین چھوڑ کرعیسائی ہو جائے۔ تب تم دونوں کی شادی کردی جائے گی ۔لڑکی نے کہا ابا حضور میں اس کیلئے حاضر ہوں البتہ آپ دو گھوڑے چھوڑ جائیں ممکن ہے کہ اگر میں اسے بدلنے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں اسے لے کر

آپ کے پاس تہوار کے سات دنوں میں کسی نہ کسی دن پہنچ جاؤں گی۔تہوار کے دن دوپہر کے وقت لڑکی نے کہا وہ لوگ تہوار کی جگہ پہنچ چکے ہوں گے اب شہر میں کوئی نہیں ہوگا۔کیا تم مسلمانوں کے ملک کا راستہ جانتے ہو؟ امیر نے کہا ہاں مجھے راستہ معلوم ہے۔لڑکی نے اسلحہ نکالا اور کافی سارے ہیرے جواہرات بھی لے لیئے اور خود مردوں کا لباس اور اسلحہ پہن لیا۔امیر نے بھی اسلحہ زیب تن کیا اور وہ دونوں طرسوس کی طرف بڑھے یہاں سے طرسوس کا فاصلہ تیس منزل کا تھا۔

سفر میں انہیں دوسرا دن تھا اور انہوں نے ابھی صرف تین منزلیں طے کی تھیں اچانک انہوں نے دور سے غبار اٹھتا ہوا دیکھا امیر نے لڑکی سے کہا تمہاری نظر زیادہ تیز ہے دیکھو یہ غبار کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی مجھے چھ گھڑ سوار نظر آرہے ہیں ان کے نیچے اعلیٰ قسم کے گھوڑے ہیں۔تھوڑی ہی دیر میں وہ چھ گھڑسوار ان دونوں کے پاس پہنچ گئے۔جب امیر نے انہیں دیکھا تو حیران رہ گیا۔یہ اس کے وہ چھ شہید ساتھی تھے جنہیں بادشاہ نے جلا کر شہید کیا تھا اس نے انہیں اور انہوں نے اسے پہچانا۔ امیر نے انہیں کہا تمہیں تو بادشاہ روم نے شہید کر دیا تھا؟ وہ کہنے لگے کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ ہر شہید زندہ ہوتا ہے اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی سے کھاتا پیتا ہے۔امیر نے کہا آپ لوگ کہاں جارہے ہیں کیا اپنے گھروں کی طرف؟ کہنے لگے ہمیں گھروں سے کیا؟ یہاں ان پہاڑوں میں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی انتقال فرما گیا ہے اور یہاں کوئی ایسا آدمی قریب میں نہیں جو اس کا کفن دفن کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے دفن کی سعادت کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ہم اپنے ساتھ کفن اور جنت کی خوشبو لائے ہیں۔اب ہم جا کر اسے غسل دیں گے پھر کفنا کر قبر میں دفن کر کے واپس چلے جائیں گے۔امیر نے انہیں کہا تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگی تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء فرما دی جبکہ میں محروم رہا حالانکہ میں تمہارا امیر تھا۔یہ میرے ساتھ وزیر کی بیٹی ہے اسلام اس کے دل میں گھر کر چکا ہے۔یہ بھی میرے ساتھ بھاگ آئی ہے تم لوگ دعاؤں کے ذریعے میری مدد کرو تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے طرسوس پہنچا دے۔انہوں نے امیر کو یہ دعا کہلوائی اور غائب ہو گئے:

یا صمداً لا یظلم، یا قیوماً لا ینام، یا ملكاً لا یرام، یا عزیزاً لا یضام، یا جباراً لا یظلم، یا محتجباً لا یری، یا سمیعاً لا یشك، یا عادلاً لا یجور، یا دائماً لا یزول، یا حلیماً لا یلهو، یا قیوماً لا یفتر، یا غنیاً لا یفتقر، یا

منيعاً لا يغلب، يا شديداً لا يضعف، يا صادقاً لا يخلف، يا باسط اليدين بالجود، ويا من هو فى ملكه محمود، يا على المكان، يا رفيع الشان يا لا اله الا انت، يا لا اله الا انت۔

''اے وہ بے نیاز جو ظلم نہیں کرتا، اے وہ قیوم جو نہیں سوتا، اے وہ بادشاہ جس کی بادشاہت دائمی ہے، اے وہ غالب جو مجبور نہیں کیا جاسکتا، اے وہ بگڑی بنانے والے جو ظلم نہیں کرتا، اے وہ پوشیدہ جسے دیکھا نہیں جاسکتا، اے خوب سننے والے جو شک میں نہیں پڑتا، اے انصاف کرنے والے جو زیادتی نہیں کرتا، اے وہ دائم جس کیلئے فنا نہیں، اے وہ بردبار جو لہو نہیں فرماتا، اے وہ تھامنے والے جو نہیں تھکتا، اے وہ غنی جو کبھی محتاج نہیں ہوتا، اے وہ غالب جس پر کوئی غالب نہیں ہوتا، اے وہ طاقت والے جو کمزور نہیں ہوتا، اے وہ سچے جو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اے سخاوت کے ہاتھ (ہر کسی پر) پھیلانے والے، اے وہ ذات جو اپنی سلطنت میں محمود ہے، اے اونچے مکان والے، اے بلند شان والے، اے وہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اے وہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

امیر نے ابھی یہ دعا پڑھی ہی تھی کہ اس کی نظر ایک چرواہے پر پڑی جو چشمے سے پانی پی کر نماز کیلئے کھڑا ہوگیا۔ امیر نے اسے کہا اے چرواہے یہ کافروں کا ملک ہے کیا تو ان کے درمیان کھلم کھلا نماز پڑھنے سے نہیں ڈرتا؟ چرواہے نے کہا کیا تو پاگل ہوگیا ہے؟ اس علاقے میں کافروں کا کیا کام؟ امیر نے کہا کیا تو ملک روم میں نہیں ہے؟ چرواہے نے کہا سامنے دیکھو کیا تمہیں طرسوس کی دیوار نظر نہیں آرہی؟ امیر نے دیکھا تو واقعی اس نے خود کو طرسوس کے قریب پایا۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے لڑکی کو اسلام کی تلقین کی۔ لڑکی نے اسی چشمے سے غسل کیا اور وہ دونوں شہر میں داخل ہوگئے۔ جہاں مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ وہاں ان دونوں کی شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سات بیٹے عطاء فرمائے۔ (جامع الفنون بحوالہ مشارع الاشواق ص ۱۰۰۹ ج ۲)

امید ہے کہ آپ نے یہ سچا واقعہ دل کی آنکھوں سے پڑھا ہوگا۔ اس سے پہلے ایک حدیث شریف بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ بس اب دیر کس بات کی؟ ابھی سارے گناہ چھوڑنے کا عزم کیجئے

یاد رکھئے مسجد اقصیٰ آپ کی بھی ہے اور بابری مسجد بھی آپ کو پکار رہی ہے۔ الحمدللہ......

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شرعی امیر عطا فرما دیئے ہیں ان کی یا ان کے کسی نمائندے کی خدمت میں حاضری دے کر اپنی توبہ کا اعلان کیجئے اور اپنے آپ کو اسلام کیلئے اور اس کی عظمت اور مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر جہاد کیلئے وقف کر دیجئے۔

راستہ بالکل سامنے ہے۔ بس تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ ہمت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت آپ کی منتظر ہے۔

۳/ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ

یوم السبت

www.rangonoor.com